اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمۃً وَاِنَّ مِنَ البیانِ لَسِحرًا

پندستان

معروف بہ

منتخب دیوان سیفی

۱۳۲۳ ف

از نتائج افکار گرامی قدر جناب مولانا ابو محمد سید حسین صاحب سیفی

خلف مولوی سید عبدالعلی صاحب مرحوم متوطن محمد آباد (بیدر) و حیدر آباد دکن

مدرس اپر مڈل اسکول ضلع پربھنی

۱۳۲۳ ف

اختر دکن پریس واقع افضل گنج حیدر آباد دکن

قیمت فی جلد درجہ اول ۱۲ ار درجہ دوم ۸ ار

دعائے طلبا

اے رحیم و مالک نُہ آسمان
اے کریم و خالق کون و مکان

دیکھتا ہے تو ہی اک دن ہو کہ رات
اور سنتا ہے ہمارے دل کی بات

حمد تیری ہو سکیگی ہم سے کیا
صانع مطلق ہے تو ہر چیز کا

فضل سے تیرے ہی رب ذوالمنن
حکمران ہے ہم پہ وہ شاہِ دکن

جو رعایا کی رعایت سے ہے خوش
جو برایا کی برائت سے ہے خوش

ماحیٔ جور و ستم جہل و جفا
حامیٔ دینِ مبینِ مصطفےٰ

پیار سے کہتے ہین ہم جنکو حضور
جس سے حاصل ہو رہین لطف و سرور

مہ سریر خسروِ انجم سپاہ
میر عثمانِ علیخان بادشاہ

فضل سے اپنے انہین تو شاد رکھ
اور ان کے ملک کو آباد رکھ

افسرانِ ملک بھی اچھے رہین
اپنے اپنے کام مین سچے رہین

اور ہمارے جسقدر رہین ماسٹر
جو ہمارے ہر طرح ہین راہبر

تو بچا ان کو دل آزار سے
بغض و جور و کینہ و پندار سے

دے اُنہین اقبال و عمرِ بے محن
رائے روشن اور دل آئینہ تن

ان کے فیضِ علم کا دریا بہا
اور ہمین سیراب کردے خوب سا

آج ہم جتنا پڑھین وہ یاد ہو
مہربان ہم پہ ہر اک استاد ہو

پڑھنے لکھنے مین ہمارا دل لگے
غیبت و بدگوئی سے نفرت رہے

اے خدا توفیق دے ایسی ہمین
جس سے ہم دارین مین اچھے رہین

اور اپنے فضل سے کرنا عطا
فہم خوش ذہنِ قوی عقلِ رسا

تاکہ اتنا علم آجائے ہمین
عقل کی آنکھون سے تجھکو دیکھ لین

ڈیڈیکیشن

خاکسار اپنی اس ہیچمیرز تصنیف کو افصح الفصحا ابلغ البلغا قدردان علم وہنر فیض رسان فیض گستر امارت مآب عالیجناب مولوی محمد حبیب الدین صاحب صدر محاسب ممالک محروسہ سرکار عالی کے نام نامی پر اس قصیدہ عنوانیہ کیساتھ معنون کرتا ہے تاکہ کتاب کو اعتبار اور بندہ کو فخر حاصل ہو

سیفی

قصیدہ عنوانیہ

دعائین کیون نہ دین دل سے انہین ہم — رعایا جن کے سایہ مین ہے خرم

مرے پیارے وطن کیا تیرا کہنا — تری تقدیر ہے عشرت سے توام

تجھے ملک دکن یہ فخر بس ہے — کہ تو ہے زخم علم و فن کا مرہم

ضیا تجھ مین ہے کس شمس و قمر کی — منور کیون نہ ہوگا تجھ سے عالم

ادہر شہ میر عثمان علی خان — ادہر حاتم صفت دستور اعظم

اگر وہ ثانی نوشیروان ہین — تو یہ بھی کچھ ارسطو سے نہین کم

وہ ظل اللہ مستغنی عن المدح — یہ ظل حکمران غیرت دہ جم

ہیے اپنے ملک سے اور ملک ان سے
بہت خوش ہو رہین دلشاد باہم

انہین کی حکمرانی کی بدولت
ندیدہ ہیچ دیدہ دیدہ پرنم

سبھی ارکانِ ذیشانِ ریاست
نظر آتے ہین اب عدلِ مجسّم

خصوصاً اعظم والاے محاسب
حبیب الدین صاحب (دام اقبالہ) عقل پرچم

معنون جنکے نامِ نیک پر ہے
یہ ہندستانِ سیفی اے مکرم

معاونِ ملک کے اور ملکیون کے
بہت دیکھے گئے اِن سے مگر کم

انہین کے مہر و انائی کے آگے
ہوا ہے گل چراغِ شہرتِ جم

انہین کے حسنِ حکمت کے مقابل
فلاطون کا سرِ تسلیم ہو خم

انہین کی تیغ اور شمشیر وہ ہے
کہ لوہا مانتا ہے ایک عالم

فضائل اور خصائل مین یگانہ
ذکا و فہم و دانش مین مسلّم

طبیعت منتظم منصف مہذب
حیا غیرت دہِ دامانِ مریم

مُدبّر عادل و علّامۂ عصر
شجاع و زیرک و دانا و احزم

متاعِ افتخار و نازِ دوران
مہ فخر و مباہاتِ اب و عم

تمنا یہ ہین بھلی - بے لوث - اچھی
ارادے نیک اور سارے مصمم

بہی خواہون کے ہین ماہِ مسرت
اور اعدا کے لئے ماہِ محرم

رعایا کی رعایت سے ہین خوش دل ‏ ‏ برایا کی برائت سے ہین خرم
نہین ہوتا کوئی جملہ مذبذب ‏ ‏ نہین ہوتی کوئی تحریر مبہم
ہر اک تجویز معنی خیز و قطعی ‏ ‏ ہر اک نکتہ کسی نکتہ کا محرم
سبھی آرائے عدل و داو آرائے ‏ ‏ سبھی احکام محکم بلکہ احکم
جسے دیکھو وہ ہے مداح اُن کا ‏ ‏ مگر ہان ظلم کا ہے ناک مین دم
کہان ہے جور اُس کا نام بھی تو ‏ ‏ سُنا جاتا نہین لیکن مرخّم
خوشی پھرتی ہے آزادی سے ہر جا ‏ ‏ مقید حاسدون کے دلمین ہی غم

قطعہ

ادہر ممدوح کے وصفون کا فرمان ‏ ‏ نہین ثانی ہمارے ہین ہمین ہم
ادہر یہ التجائے طبعِ موزون ‏ ‏ نہین ہے سیفِ سیفی ریختہ دم
مگر موقع کہان ہے امتحان کا ‏ ‏ کہ پڑہنا ہے وظیفہ بھی گجر دم
سہانا وقت ہے اور ابر بھی ہے ‏ ‏ بہارون پر ہین گلہائے سپرغم
حقارت سے ارم کو دیکھتا ہے ‏ ‏ ہر اک سرو چمن کا ہے یہ عالم
پریشان خاطرون کی قسمتون سے ‏ ‏ خوشی نزدیک ہے اور دور ہی غم
ہر اک ڈالی پہ گل آویزۂ لعل ‏ ‏ ہر اک پتہ ہے غیرت بخشِ نیلم
غرورِ حسن سے ہنستی ہین کلیان ‏ ‏ عنادل کو نہین ہے کوئی جوکھم

گلاب شبنم آلودہ کا جلوہ — پر افشان عارضون سے کچھ نہین کم
صبا آغوش گل مین کہہ رہی ہے — کہ از بوے دلاویز تو مستم
مسلسل کرتی ہے ورد انا الورد — ہوئی ہے مست ایسی قوت شم
غضب رفتار ہے آب روان کی — ستم ہین قطرہ ہاے نور شبنم
مزے مین شہد سے بڑھکر ہے میٹھا — لطافت مین اگر ہے آب زمزم
شرابی بیخبر ایسے کہ گویا — کسیکے واسطے ہوگا جہنم
للت کی ہے الاپ ارگن کی سُر مین — مچا رکھی ہے چڑیون نے جو اودھم
چٹک کر غنچے دیتے ہین اوہر تال — اُدہر باد صبا پھرتی ہے چھم چھم
رکھب گندھار بھی اُترے ہوئے ہین — مزا ہی دیرہی ہے کچھ یہ سرگم
غرض وہ لطف آگین ہے زمانہ — کہ ہے تریاق عزت نشۂ سم
یقیناً نیک ساعت ہے یہ جب ہی — کہ سب اسباب رحمت ہین فراہم
یکایک آگیا ہمراہ فرحت — خیال لطف ممدوح مفخم
دعا بیساختہ یہ دل سے نکلی — رہین یہ تا صد و سی سال خرم

ترقی عزت و اقبال مین ہو
پیاپے متصل پیہم دمادم

اِنّ من الشعر لحکمۃ وانّ من البیان لسحرا

پندستان

معروف بہ

منتخب دیوان سیفی

۱۳۲۳ف

از نتائجِ افکار گرامی قدر جناب مولانا ابو محمد سید حسین صاحب سیفی

خلف مولوی سید عبد العلی صاحب مرحوم متوطن محمد آباد بیدرو

حیدر آباد دکن مدرس اپر مڈل اسکول ضلع پربھنی

۱۳۲۳ف

اختر دکن پریس واقع افضل گنج حیدر آباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

کیا لطفِ زندگی ہے کیا حظ بندگی ہے | جب ہو نظر سے غائب غنچہ دہن ہمارا
کیا ہم سے ہو سکیگی حمد و ثنائے باری | ہے کیا زبان ہماری ہے کیا دہن ہمارا

ولہ

وہ خوش لطیف ہے اب پوچھنا ہی کیا دل کا | کہ عشق احمد مرسل ہے مدعا دل کا
وہ ایک وہ تھی کہ سب چھوڑ کر گئے طیبہ | یہ ایک ہم ہیں کہ سنتے یہ ہے کہا دل کا
خدا بنائے مجھے مستقل مزاج ذرا | میں جانتا ہوں کہ کتنا ہے حوصلہ دل کا

ولہ

صدق دل سے ہر گھڑی ہو ورد استغفار کا | کفر ٹوٹے گا اسی سے نفس بد کردار کا

ولہ

جو اپنے باپ کو ابا نہ بولے | پڑوسی کو چچا وہ کب کہے گا

ولہ

اپنے بیگانے ہوئے طرزِ وفا جاتا رہا
اب کہان وہ صحبتین سارا مزا جاتا رہا

ولہ

فلک کے زیرِ سایہ اپنے سایہ سے ڈرے انسان
تہ و بالا زمانہ ہو اگر چرخِ کہن بگڑا

سنواریگی اُسے کیا گردشِ گردون معاذ اللہ
مقدر جب کسی کا سیفی شیرین سخن بگڑا

ولہ

خدا جب تک نہ چاہے کچھ کسی سے ہو نہیں سکتا
ولی سے ہو نہیں سکتا نبی سے ہو نہیں سکتا

کرے کوشش تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہیں سکتا
مگر ہمت ہی کرنا کاہلی سے ہو نہیں سکتا

کرون کیون التجا غیرونکے آگے تنگدستی کی
بدلجائین مقدر یہ کسی سے ہو نہیں سکتا

اگر جاہل کا پردہ ہے تو اہلِ علم کی زینت
مگر نقصان کسی کا خامشی سے ہو نہیں سکتا

بُرائی اُسکی کر کر کیون کرون مین اپنا دل ہلکا
مرا نقصان جسکی دشمنی سے ہو نہیں سکتا

پریشان مفلسی سے آپ ہی وہ کیون نہو لیکن
فقیرونکو جھڑک دینا سخی سے ہو نہیں سکتا

بدلجائین نہ جب تک آرزوئین یاس و حرمان سے
کوئی ناراض اپنی زندگی سے ہو نہیں سکتا

اُسی ظالم نے شاید راز میرا کردیا افشا
پتے کی بات کہنا اجنبی سے ہو نہیں سکتا

خدا کا خوف سیفی جسکو ہے وہ بچکے رہتا ہے
فریبِ نفس سے بچنا ہمھی سے ہو نہیں سکتا

کلیجا قیس کا دل کوہکن کا چاہیے سیفی
کسی پر جان دینا ہر کسی سے ہو نہیں سکتا

ولہ

میرے غیور دل کی ہمت نہ پوچھئے
کہتا ہے یہ رہون نہ کسی سے دبا ہوا
دنیا کی لذتون سے اُنہین کام ہی نہین
جن کو ہے اپنی موت کا کھٹکا لگا ہوا

ولہ

سُنتے ہین ایسا ہی خسرو کا بھی عشرتخانہ تھا
یہ بھی اک افسانہ ہوگا وہ بھی اک افسانہ تھا
کل مرے نزدیک عیشِ دنیوی ہی کیا نہ تھا
لیکن اے سیفی وہ کوئی خواب یا افسانہ تھا
چلنے والے بھی غربت مین جدا ہو جائینگے
رات کو جب تک کہ روشن شمع تھی پروانہ تھا
دیکھیے کیا کیا کرشمے قدرتِ خالق کے ہین
آج وان آبادیان ہین کل جہان ویرانہ تھا

ولہ

ہر جگہ بیٹھ کے عزت نہ گنواؤ اپنی
کہ بھروسا نہین کرتا کوئی ہرجائی کا

ولہ

لاکھون ہی تمناؤن کا رہتا ہے ہجوم
سیفی عالم ہی الگ ہے میری تنہائی کا

ولہ

یہ بیل اپنے مقدر کو کیون نہ روئینگے
گدھون سے کام لیا جا رہا ہی جب ہل کا

ولہ

پیاسے پانی اگر نہین پیتے
اس مین دریا کا کچھ نہین جاتا

ولہ

پھرتی ہے ڈھونڈتی ہوئی اپنے زمانہ کو
شاہونکی خاک اوڑھکے برقع غبار کا
آجاتے ہو سکھانے مین ہر ایک شخص کے
کیا اعتبار آپ کے قول و قرار کا!

ولہ

نہ ہو پہلو مین حب دل زندگی کیا — ارے ہم کیا ہماری دل لگی کیا
خیالِ آبرو ہے نشہ مین بھی — ارے ہم کیا ہماری بیخودی کیا
عدو کچھ کر نہین سکتے کسی کی — ارے ہم کیا ہماری دوستی کیا
کیا کرتے ہین سجدے بیدلی سے — ارے ہم کیا ہماری بندگی کیا
تردد مین گزرتا ہے ہر اک دن — ارے ہم کیا ہماری زندگی کیا
سمجھتے ہین عدو بھی دوست ہم کو — ارے ہم کیا ہماری دشمنی کیا
نصیحت بھی ہے دل آزار سیفی — ارے ہم کیا ہماری شاعری کیا

ولہ

عبث تم آزماتے ہو اے سیفی آزمودہ کو — جو جاہل ہو گیا ثابت وہ عاقل ہو نہین سکتا

ولہ

تہمت جو کوئی لے تو عبث ہے رونا — پیتل پیتل ہے اور سونا سونا

ولہ

مصروفِ یادِ حق نہ کبھی حیف ہم ہوے — قد خود بخود رکوع مین آخر چلا گیا

ولہ

ناصحون کی نصیحتون پہ چلو — وہ جو عاقل نہین تو تم کو کیا

ولہ

ذرا تو اپنی تمنا سے پوچھیے سیفی — ہر ایک شوق کا آخر نتیجہ کیا ہوگا

ولہ

ولہ

جو بسا دل مین وہی آیا نظر — ہم گنہگارون کے سیفی خواب کیا

ولہ

سنو دو چار دن کی زندگی کیا — پھر اس مین دوستی کیا دشمنی کیا

رہے جب آپ ہی پابندِ غفلت — کسی سے شکوۂ بد قسمتی کیا

کرو سیدھی تو لکڑی ٹوٹ جائے — سدھرتی ہے کجئ فطرتی کیا

جب اظہارِ محبت کو نہ ہو زر — بڑھیگی پھر کسی سے دوستی کیا

یگانے سے ہی ہوا کرتے ہین دشمن — عداوت کرسکیگا اجنبی کیا

نہین بھرتے نگاہون مین کسی کی — بری ہوتی ہے واللہ بے زری کیا

بنے جسطرح لکھے جاؤ سیفی — کسی کی نامزد ہے شاعری کیا

ولہ

اور بھی جیتے تو یہ حقے ہی بھرتے غیر کے — ان کا مرجانا ہی انکے واسطے اچھا ہوا

ولہ

گو یہ دشمن ہے کہ مرے آگے چھپے میرا کلام — کون ہے سیفی مگر اسکو سمجھنے والا

ولہ

توڑ مت امیدوارون کی امید — ٹوٹنا امید کا ہے آسمان کا ٹوٹنا

ولہ

دوسرے کی آرزوئین دوسرے کے ساتھ ہین — جب تمہاری لذتین آخر ہوئین بس ہو چکا

ولہ

اے مری آہ سے روٹھے ہوئے جانیوالے	کچھ تو اس دردبھرے دلکی دعا لیتا جا
کوئی کیا لیکے گیا مال و زر و دولت سے	گر تجھے عقل ہے کچھ نام سخی لیتا جا

ولہ

ہے نوید شفا بوقت اخیر	ڈوبتے کو سہارا تنکے کا

ولہ

فقیری جنکے لیے ہے ذریعہ روزی	خدا و اہلِ خدا سے اُنہین تعلق کیا

ولہ

گھڑی بھر بیشتر دنیا مین جو تھے اب نہین ہین وہ	کسی کی زندگی کا کچھ بھروسا ہو نہین سکتا
بدی اپنے عدو کی کرکے کیون نمّام کہلائین	بُرا ہی فی الحقیقت وہ تو اچھا ہو نہین سکتا
دواؤن سے سدھر جاتا ہے زخمِ تیغ فولادی	مگر تیغ زبان کا زخم اچھا ہو نہین سکتا
رذیلون کی کرون مین التجا دولت کے ملنے کو	قیامت تک بھی میرے دل سے ایسا ہو نہین سکتا
رقیبونکا گزر جب تک رہیگا بزم یاران مین	وہ میرے ہو نہین سکتے مین انکا ہو نہین سکتا

کسی کی بیوفائی کی شکایت کیون کرین سیفی
جب اپنے غیر ہون تو غیر اپنا ہو نہین سکتا

ردیف بائے موحدہ

آنکھ جو دیکھے نہ سچی بات کو	سیفی اُسکا پھوٹ جانا ہی ہے خوب

ولہ

کبھی تو اپنی گردش سے عزیزو وہ بدل دیتا — اگر کچھ اور ہوتا چرخ کج رفتار کا مطلب
خدا جانے بسایا باغ کیون پھر اتنی محنت سے — مٹانا ہی اگر تھا بانیٔ گلزار کا مطلب
مزا ہو آپ ہی ظاہر کرین گر میرے ارمان کو — مسیحا تو سمجھتے ہین دلِ بیمار کا مطلب

جو واقف ہی نہین ہین انقلاباتِ زمانہ سے
وہ کیا سمجھین گے اے سیفیؔ میرے اشعار کا مطلب

ولہ

آہِ مظلومان جدا گے بانداز تاثیر ہا — دامنِ گل میکند پارہ بجاے عندلیب

ولہ

ہر جگہ عزت ادب والے کی ہے — کیا کہون مین کیسی دولت ہے ادب

ولہ

کسطرح اتنے گناہون پر ہمین جنت ملے — ایک گندم نے نکالا حضرتِ آدم کو جب

ردیف تائے فوقانی

جب تلک لو گے نہ پروانہ عشقِ احمدؐ — دو ستو مل نہین سکتی تمہین ہرگز جنت

ولہ

محبت کے وہ کب قابل ہین سیفیؔ — جو کرتے ہین امانت مین خیانت

ردیف ثائے مثلثہ

دوستی رنج و عداوت سے بدلجائیگی — حتی الامکان نہ کرنا کسی نادان سے بحث

عقلمند کی نگاہون سے گر نگیے دونون ۔ حتی الامکان نہ کرنا کسی نادان سے بحث

ردیف جیم معجمہ

بخت بیدار نہین حسن کا ایدل محتاج ۔ ہمنے دیکھے ہین بہت حور شمائل محتاج

جن کو دعوی تھا خدائی کا وہ ہین زیر زمین ۔ اب بھی کیا پند کا ہے اے دل غافل محتاج

کہین تدبیر سے تقدیر بھلی ہوتی ہے ۔ دیکھئے عیش ہین جاہل ہے تو عاقل محتاج

گوشہ گیرون کے قدم چومنے آتی ہین سبھی ۔ کیونکہ خشکی و تری کا نہین ساحل محتاج

یا الہی شب فرقت ہین نکل آئے ہلال ۔ ناخن حسن کا ہے عقدۂ مشکل محتاج

قوت دانا ہی سہی دولت نادان لیکن ۔ جائے غیرت ہے کہ جاہل کے ہون عاقل محتاج

اپنی تدبیر پہ کرتے ہین بھروسا اکثر ۔ اسلئے رہتے ہین نادان کے عاقل محتاج

آدمی علم کا محتاج ہے ایسا سیفی
جیسے ہے راستی کا دعوئے باطل محتاج

ولہ

امید ہی امید پہ ہر شخص ہے زندہ ۔ دنیا مین کسی کو بھی نہین کل کی خبر آج

ردیف حائے حطی

کیون اعتبار کیجئے ہر ایک شخص کا ۔ دشمن بھی پیش آتے ہین جب یار کیطرح

گر جائیگا نگاہ سے اپنے پرائے کی ۔ جا ہر جگہ نہ مردم بیکار کیطرح

ہے ناگوار بھی تو خوشی سے گزار دو ۔ لیکن رہو نہ بزم مین بیزار کیطرح

سیفیؔ اُنہین کے واسطے زیبا ہے میکشی
مستی مین بھی جو رہتے ہین ہشیار کیطرح

ولہ

نت نئے عشقِ محمد مین مزے پاتی ہے روح
یادِ رخ مین کہان کہان کسے چکر جو ہنجاتی ہے روح

جب نہ ہو ظلمات طے ملتا ہے کب آبِ حیات
کیون فراقِ گیسوئے احمد مین گھبراتی ہے روح

جسنے طیبہ کو نہ دیکھا اُس نے دیکھا کچھ نہین
اِس سے کیا حاصل جو دنیا چھانکر آتی رہے روح

ولہ

بدنصیبی ساتھ لیکر ہم کہین جائین تو کیا
بیٹھ کب سکتے ہین مرغِ رشتہ برپا کیطرح

ردیف خا

دوسری محفل سے اُسکو کیا غرض
محفلِ معنی مین ہے جسکو رسوخ

ردیف دال مہملہ

سبھی ڈوبے ہوئے تھے عشقِ حق مین
بہت اچھا تھا دورانِ محمد

ہر اک مخلوق کے حامی بنے ہین
یہی کیا کم ہے احسانِ محمد

تجھے کیا غم ہے سیفیؔ کل کے دن کا
بہشتی ہے ثنا خوانِ محمد

ولہ

بلبل بھی تو اُس پھول کا شیدا نہین ہوتا
جس پھول سے آتی نہین خوشبوے محمد

ولہ

ظالمون سے سدھرتے ہین ظالم ۔ نرم ہوتا ہے آگ سے فولاد

ولہ

مکدر طبع صوفی صفا پرور نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
خیالِ عیش و عشرت در سر بے زر نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
بیادِ بوالہوس زلفِ پری پیکر نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
ز شتم و سبّ اعدا ہیچ یا مضطر نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
برائے عیش مہمانِ حیا پرور نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
زپاسے دزد خالی خانۂ بے در نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
دُرِ اندرزہا در گوشِ بد گوہر نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
ز صیقل ہیچ ابروے بتان خنجر نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
زرِ ترکہ بجائے پیشِ بد گوہر نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند
براہے رہروِ نادان بے رہبر نمی ماند ۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

بغیرِ فکر سیفیؔ سخن پرور نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

ردیفِ ذال معجمہ

کیون کوششون مین لطف کسی کو ملے کہ جب ۔ ہوتا نہین ہے ذکرِ شکر سے دہن لذیذ

ردیف دال ہندی

بس امتحان کے وقت ہی آنکھیں چرا گیا / ناحق رہا ہے مجھے دل مکار پر گھمنڈ
کیا جانے کسکو چاہے گی رحمت رحیم کی / زاہد عبث ہے خوب ہے کردار پر گھمنڈ
کیا اس فلک کا حال نہیں جانتا کوئی / کس کو ہے اپنے طالع بیدار پر گھمنڈ
غیرو نکے زور پہ نہیں کرتے ہیں ناز وہ / جنکو ہے اپنی غیرت باکار پر گھمنڈ

ردیف راے مہملہ

پس مردن یہی اعمال ڈسیں گے ہمکو / کوئی بچھو کوئی اژدر کوئی ناگن بنکر
اور غفلت پہ یہ آفت ہے کہ کمزور ہوئے / یعنی آیا ہے بڑھاپا بھی لڑکپن بنکر
ایسے جینے سے تو مرنا ہی کہیں بہتر ہے / اپنے بیگانے پہ رہتے ہیں اجیرن بنکر
کم نہیں رشتہ زنار سے اپنی رگ جان / ہم تو مسجد میں بھی پھرتے ہیں برہمن بنکر

جن سے امید عنایت کی بہت تھی سیفی
وہی اب آنکھ چرانے لگے دشمن بنکر

ولہ

اترائیے نہ اپنے تمول پہ اس قدر / کچھ کیجیے خیال خزان و بہار پر
بے عیب اپنے آپ کو پہلے بنائیے / پھر طعن کیجیگا کسی عیب دار پر
ہوتا نہیں خفیف وہ ابنائے جنس مین / جسکی نگاہ رہتی ہے انجام کار پر
ہر وقت اک نہ ایک ہے فتنہ کھڑا ہوا / پڑ جائے خاک گردش لیل و نہار پر

ولہ

جو شخص ہے فقیر پرانی لکیر کا / تم خارجی بنو نہ کبھی اس کو چھیڑ کر

خطِ تقدیر شکستہ ہو تو دعویٰ اکسیر
اپنے ہیگانے ہوئے دوست بنے ہین دشمن
آج ہے محفلِ شادی تو صفِ ماتم کل
متقی بھی نظر آتے ہین غرض کے بندہ

گردش چرخ ستم پیشہ کا شکوا کسپر
کیجیے ہاے زمانہ مین بھروسا کسپر
ایک انداز پہ رہتا ہے زمانا کسپر
اب کیا جاے زمانہ مین بھروسا کسپر

ولہ

راضی رضائے حق پہ ہر اک حال مین رہو
سیفی ہمیشہ تم نہ رہو گے وطن سے دور

ولہ

سیر کرنیکو کہان سے لاؤن پتھر کا جگر
یاد آتا ہے وطن سبز گلشن دیکھکر

ولہ

ستم کیا کر رہی ہے دولتِ الفت ستان مجھپر
نہین ہے زندگی کا کچھ بھروسا جانی دو دل لو

وہی دشمن نظر آتے ہین جو تھی مہربان مجھپر
خفا کب تک رہو گے اس طرح سے مہربان مجھپر

ولہ

کیا شاد کرے گی تجھے تدبیر کی تقدیر
کیا نکلین گے اظہارِ لیاقت کے نتیجے
گدڑی کے سوا کچھ بھی میسّر نہین ہوتا
معلوم نہین ہوگی یہان کون سی محفل
جب ہمدم نادان ہے اور دشمنِ دانا

جب پھوٹی ہوئی ہی تری تقدیر کی تقدیر
بے فیض ہے جب خامہ تحریر کی تقدیر
ہے کتنی بُری صاحبِ اکسیر کی تقدیر
پوشیدہ ہے بانی سے بھی تعمیر کی تقدیر
کیون پھوٹی ہوئی سمجھین توقیر کی تقدیر

قسمت ہی جو پاگل ہو تو کیا سیفی کو سوجھے
تقدیر کی تدبیر ہے تدبیر کی تقدیر

ولہ

آسمان گر ہاتھ سے رکھتا نہین بندوقِ ظلم | چاندماری کی طرح ہم بھی تو ہین سینہ سپر

ولہ

دیکھتے دیکھتے یارون نے یہ رتبے پائے | سیفی کچھ بھی نہ کیا تم نے جہان مین آکر

ولہ

اپنی صحت کا تو کچھ شکر کروگے سیفی | نہین کرتے نہ کرو اور کسی بات کا شکر

ولہ

روک سکتا ہے کوئی تم کو سخاوت کیلئے | دیجئے خیرات لیکن مستحق کو دیکھکر

ردیف زاے معجمہ

جس بندہ خدا کی ہوئی آشنا نماز | دوزخ مین اسکو جانے بھی دیتی ہے کیا نماز

ہے مرکزِ حمیت وصدق وصفا نماز | اور مرجع تواضع وحلم وحیا نماز

کچھ اس مین شک نہین ادب آموز ہے یہی | سکھلاتی ہے سخا و وفا و رضا نماز

دونون جہان کی تمھین ملجائین نعمتین | خوفِ خدا کے ساتھ کرو گر ادا نماز

کیا منحصر ہے پاکی و تہذیب وحلم پر | راہِ سلوک وشرع کی ہے رہنما نماز

اسلام ہی سے انکو تعلق نہین کوئی | جن کے مزاج کو نہین بھاتی ذرا نماز

چھوٹے بڑے فقیر وامیر ایک ہین وہان | پڑھتے ہین ایک صف ہی مین شاہ وگدا نماز

تنگی مین اور بلا مین نہ چھوڑو کبھی اسے | دنیا ودین کے درد کی ہے کیا دوا نماز

جو وقت کی نماز ہی پڑھتے نہین کبھی | وہ کسطرح خوشی سے پڑھینگے قضا نماز

جانے نہ دو اسے یہی مفتاحِ خلد ہے — کیا مفت مل رہی ہے تمھین بے بہا نماز

کیا چیز خلد و حور کہ ملجائے گا خدا — ہو جائے گر نصیب تمھین بے ریا نماز

وہ کیا ہین جس سے انکو مسلمان ہم کہین — پڑھتے نہین ہین بھول کی جو بیحیا نماز

عصمت مآب صوم ہے الفت مآب حج — شمس الضحیٰ زکوٰۃ ہے بدر الدجے نماز

پوشیدگی طاعتِ حق بھی نہین ضرور — خوفِ خدا کے ساتھ پڑھو جا بجا نماز

کیونکر کوئی خطا وہ کرین گے ارادتاً
جو دل لگا کے کرتے ہین سیفی ادا نماز

ردیف سین مہملہ

لطف تو جب ہے کہ غمگین ہو غمخوار کی پاس — اور دلدادہ ناشاد ہو دلدار کی پاس

ردیف شین معجمہ

ظالمون کی دل لگی ہوتی ہے سیفی ظلم سے — بدہوائی کے زمانہ سے ہی ہین غسّال خوش

وله

نااہل کیون نہ پند سے سیفی ملول ہون — بیمار بھی تو کڑوی دوا سے نہین ہین خوش

وله

کیا پوچھتے ہو اہلِ دکن اب میری حسرت — ہوتی بھی ہے کچھ مرغِ گرفتار کی خواہش

کیون عاشقِ ابروے محمدؐ نہ ہو سیفی
ہوتی ہے بہادر ہی کو تلوار کی خواہش

ردیف صادِ مہملہ

کرتا نہین کسی سے مروت گدای حرص
نا آشنا جہان سی ہے آشنائے حرص

ہو جاے پادشہ بھی اگر بینوائے حرص
رہنے نہ دیگی چین اسکو بلائے حرص

شاہی کے بدلے اُسکو فقیری نصیب ہو
پڑجائے جسکے فرق پہ ظلِ ہمائے حرص

یہ وہ مرض ہے جسکی دوا ہی نہین کہین
پوچھو نہ حالتِ مرضِ لادوائے حرص

مر کر بھی چین سے نہین سوتا مزار مین
وہ مضطرب ہے کشتۂ تیغ ادائے حرص

عزت سے دیکھتا نہین کوئی حریص کو
یارب کسی کے سر پہ نہ ٹوٹے بلائے حرص

دیگی نہ نفع تم کو تمہاری تونگری
جب تک رہیگی سر پہ تمہاری ردائے حرص

سیفی کبھی حریص سے تم مشورہ نہ لو
بے لوث بات کرتے نہین مبتلائے حرص

ردیف ضاد معجمہ

مرنا جو چاہے اُسکو مسیحا سی کیا غرض
آبحیات اور مداوا سے کیا غرض

عزت جو اپنے دلکی کیا کرتے ہین اُنہین
مسجد سے کیا علاقہ کلیسا سی کیا غرض

مجھ سے جب آپکو کوئی مطلب نہین حضور
پھر مجھ غریب کے دلِ شیدا سی کیا غرض

اب دل لگائے بیٹھے ہین اک بی نیاز سے
ادنیٰ سے کیا غرض ہمین اعلیٰ سی کیا غرض

امید جنکو ہے اُنھین ارمان چاہیے
حسرت نصیب دلکو تمنا سی کیا غرض

نزدیک اُسکے پہلی سی دولت نہین رہی
ہان اب کسیکو سیفی رسوا سے کیا غرض

ولہ

آگ کے ہمراہ جب شعلے بھی ہوتے ہین فنا	معترض کے ساتھ مٹجائینگے بیجا اعتراض

ردیف طاے مہملہ

اپنے کامون کی اگر کچھہ بہتری منظور ہے	بھول کر سیفی نہ کرنا نوکرون سے اختلاط

ردیف ظاے معجمہ

کیا خاک ان کی چیز سے کوئی ہو مستفید	سیفی جنھین سمجھہ نہ کسی کا ہے کچھ لحاظ

ردیف عین مہملہ

سفلہ کو قرب شافع محشر سے کیا نفع	رشتے کو ہمنشینی گوہر سے کیا نفع
جب آستان پاک محمدؐ سے دور ہون	پھر مجکو میرے ناصیہ و سر سے کیا نفع
ہان مطمئن کے حق مین زمین بھی ہے فرش گل	وحشت زدہ کو نرمی بستر سے کیا نفع
جب امت نبی کے لیئے ہی نہین مفید	اے آسمان تجھے تری چکر سے کیا نفع
ذکر جہان ہو ذکر خدا کے عوض اگر	ایسی نماز کفر مقدّر سے کیا نفع
پانی وہین ہو جمع جہان کچھ نشیب ہو	بدباطنون کو مرشد و رہبر سے کیا نفع
بوجہل رشتہ دار پیمبر تو تھا مگر	اندھے کو جلوہ مہ انور سے کیا نفع
حکم نبی سے عشق نہین اور نبی سے ہے	پیاسے نہ ہون تو چشمہ کوثر سے کیا نفع
سیفی نبی کے وصف مین اچھی غزل کہو	ناقص ردیف قافیہ تر سے کیا نفع

ردیف غین معجمہ

جو پارہ ہو چکے ہین نبی کے فراق مین
کونین مین وہی تو گریبان مین باغ باغ

ردیف فا

جان و دل سے جو ہین حضرت کیطرف
دیکھتے ہین کب وہ جنت کی طرف

ان گناہون پر ہے عشقِ مصطفےٰ
دیکھتا ہون اپنی جرأت کی طرف

تشنہ کام عشق ہے سیفی غریب
کیون نہ دوڑے بحرِ رحمت کی طرف

ردیف قاف

عشقِ احمد سے ہوئی قلب و روان کی رونق
سچ ہے ہوتی ہے مکین ہی سے مکان کی رونق

اے دلِ یاس زدہ عشقِ نبی حاصل کر
اس سے ہو جائیگی بس دونو جہانکی رونق

ردیف کاف عربی

انقلاباتِ زمانہ سے پریشان کیون ہو
رنج یہ ختم نہ ہونگے کبھی دم ہونے تک

کس طرح چین سے انسان کی گزری افسوس
کھانے پینے کی رہی فکر شکم ہونے تک

کھل گئی مفلسی و بیکسی اپنی سیفی
کام چلتا تھا زمانہ کا بھرم ہونے تک

زندگی ہوتی ہے افلاس مین دوبھر سیفی
ساری دنیا کے تماشے ہین درم ہونے تک

ولہ

پہنچے ہوئے تھے جنکے مکان آسمان تک
باقی نہین ہے انکا زمین پر نشان تک

وسعت ہمارے دیدۂ دل کی نہ پوچھئے
اس مین سماے جاتی ہین دونو جہان تک

رونے ہی سے اگر اُسے آتا ہے رحم کچھ
ڈوبیگا سیلِ اشک مین لو آسمان تک

لاکھون نفوس جنکے کرم کے ہین منتظر
کیا پہنچتی ہے میری فغان اُسکے کان تک

دولت کی کیا تلاش ہے ہمت کو ٹھیک کر
وہ شئے ملیگی جسکا نہین ہے گمان تک

یہ تیر کیا کرے گا جو قسمت مین ہو بگاڑ
مانا کہ کھینچ بھی لیا چلہ کو کان تک

سیفیؔ وفورِ فکر نے کیا کیا ستم کیئے
مجھ سے جدا ہوا مرا نام و نشان تک

ردیف کاف فارسی

بیٹے کو باپ سے ہے تو بیٹی کو مان سے جنگ
کہیئے قیامِ حشر کے کیا یہ نہین ہین ڈھنگ

سمجھائے اُسکو کون بدی کی برائیان
نیکی کے نام ہی سے ہے جس آدمی کو ننگ

مانا کہ زر کے ساتھ ہے انسان کی آبرو
زر، زن، زمین پہ ہوتی ہے لیکن ہمیشہ جنگ

موزون ہے خاکیون کے لئے فرش خاک کا
ہان سر بلند جو ہین اُنھین چاہیئے پلنگ

کچھ بھی جو جانتے ہین زمانہ کا انقلاب
وہ کار خیر مین کبھی کرتے نہین درنگ

کہنا ہے صاف صاف تو رشوت نہ لو کبھی
وہ تیغ کیا کرے گی جسے کھا چکا ہو زنگ

کیون ظالمون کا دل نہ لگیگا جہان مین
دریا مین کوئی خوش نہین رہتا اگر نہنگ

دلکو نہ مبتلاے ہوا و ہوس کرو
کس کام کا وہ آئینہ جسکو لگا ہو زنگ

ہرگز لگاوٹون پہ عدو کی نہ آئیے | ہوتے نہیں ہین زیب بدن جامہائے تنگ
کرجاؤ کوئی کام نہ جھوٹون کے عہد پر | کب وقت پر پہنچتے ہین منزل کو اسپ لنگ
وابستگی جسم ہے تارِ نفس کے ساتھ | جب ڈور ہی نہ ہوے تو کیونکر اُڑے پتنگ
کھٹکا رہیگا گرنے کا ہر دم سوار کو | جب تک کہ تنگ گھوڑیکا سیفی نہ ہوی تنگ

واقف جو سرد و گرم زمانہ سے کچھ بھی ہین
وہ اختیار کرتے ہین سیفی ہوا کا رنگ

ردیف لام

بُری قسمت ہے اور حسرت بھرا دل | الٰہی کس مصیبت مین پھنسا دل
کسی کا ہو کے یہ کیونکر رہے گا | مجھی کو جب ستاتا ہے مرا دل
کند ہمجنس باہمجنس پرواز | ملا اک بیوفا کو بیوفا دل

پریشانی مری پوچھو نہ سیفی
بُری قسمت ہے اور حسرت بھرا دل

ولہ

سرخرو کیون نہون نیکو نکی عنایت سے بُرے | پرتوِ مہر سے ہے لال بھبوکا بادل

ولہ

جو خدا کی یاد مین سو جان سے ہین منہمک | اُن کے حق مین آتشِ دوزخ بھی ہو باغ خلیل

ولہ

ہم جوہرِ ذاتی کے اے سیفی ثناخوان ہین | غیرون کی کمائی سے گر کچھ ہو تو کیا حاصل

ولہ

کامیاب اپنے ارادے میں تو کیسے ہوگا
خدا کچھ عقل اور ہمت اُنہیں دے
تری امید کا مرجع ہے جب انسانِ بخیل
جو بیکاری کو کہتے ہین توکل

ولہ

ایسی ہی رنج و فکر کی آمد اگر رہی
جنت کی بھی خدا کی بھی دنیا کی بھی ہے چاہ
شرمندگی بھی آتشِ دوزخ سے کم نہین
راحت کا ہے گزر کبھی آفت کا ہے گزر
ہو جائیگا کسی نہ کسی کا شکارِ دل
دینے تھے مجکو بارِ خدا تین چار دل
کیون شرمسار ہو کوئی ناکردہ کار دل
اعراف ہے کہ ہے مرا امیدوار دل

کھٹکے نہ پاے یار مین خارِ دلِ حزین
کیون پھینکتے ہو سیفیؔ سرِ رہگزار دل

ردیف میم

جب اپنے کیئے کی سزا پائینگے ہم
گنہ پر گنہ اب تو کرتے ہین کیسا
اُسی وقت کچھ ہوش مین آئینگے ہم
بہت حشر کے روز پچتائینگے ہم

ولہ

صاف دل وہ ہین کہ ہین آئینہ ہم
اس مین پنہان ہین بہت سرِ خفی
منزلت اپنی جہان کچھ بھی نہو
رحم ہی جب ہو گیا عنقا صفت
کچھ نہین رکھتے کسی سے کینہ ہم
کیون نہ سمجھین شاعری کو سینہ ہم
جائینگے ایسی جگہ پر ہی نہ ہم
کس کو پھر دکھلائین زخمِ سینہ ہم

کیون نہ سوجھے جاہلون کو شاعری
جیتنے والون نے بازی جیت لی

انچہ مردم میکنند بوزینہ ہم
دیکھتے ہی رہگئے آئینہ ہم

کیون اُٹھاتے اسطرح شرمندگی
غیر کی سنتے اگر سیفیؔ نہ ہم

ولہ

سوا خدا کے لگاؤ نہ دل کسی سے تم
نہ رہنے پاؤگے ورنہ کبھی خوشی سے تم

ولہ

عمرِ عزیز کھو چکے نادانیون مین ہم
ہولے سے بھی مزاج سلجھتا نہین کبھی

اب مبتلا ہین سخت پشیمانیون مین ہم
عیب سے الجھ گئے ہین پریشانیون مین ہم

نیرنگیان جہان کی سیفیؔ نہ پوچھیئے
ششدر تھے کل وہ آج ہین حیرانیون مین ہم

ولہ

کھا کے رشوت دادِ حق کیا خاک راشی دیسکین
بات کر سکتے نہین منہ مین نوالہ رکھ کے ہم

ردیف نون

جس جگہ یہ کینہ پرور آسمان ہوتا نہین
طور پر موقوف کیا ہے قابلیت چاہیئے
آشیان اُس باغ مین چلکر بنا ای عندلیب

ماجراے درد و غم ہرگز وہان ہوتا نہین
شاہدِ مقصود کا جلوہ کہان ہوتا نہین
خلد کی صورت جو پامالِ خزان ہوتا نہین

ولہ

زر بھی جاے سزا بھی بھگتین — یہ کام نہ ہوگا عمر بھر مین

او چرخِ کمینہ تفرقہ ساز — ہون یار وطن مین ہم سفر مین

پامال ہے آج اُن کی تربت — تھی نخوت و کبر جنکے سر مین

پیری مین گرے ہین دانت سیفی
تارے تھے نہان ہوے سحر مین

ولہ

لیجائینگے نصیب کے چکر جہان کہین — ملجائیگا مجھے بھی وہین آشیان کہین

واقف ہین ہم تو تیری جفاؤن سے اے فلک — یہ دل بھی کچھ سمجھ لے تیری شوخیان کہین

کیون ناگوارِ طبع ہون احباب کے ستم — ہوتا ہے ناگوار بھی جورِ بتان کہین

دل سے نکلکر آئے زبان تک جو رازِ دل — ہوتا ہے ایسا راز بھی رازِ نہان کہین

کیون بیوفا سمجھتے ہو مجکو عدو سبھی — ہوتی ہین ایک طرح کی سب انگلیان کہین

راحت مین بھی خیال یہ آٹھون پہر رہا — پیچھا کرے نہ اور مرا آسمان کہین

ولہ

کبھی کتے کی دم سیدھی نہ ہوگی — اگر برسون بھی ہم نلی مین رکھین

ولہ

نہ ہو دیوانہ گل پر دیکھ ادھر بھی بلبلِ نادان — کہ وہ تھامے ہوے ہے تیر کو صیاد چٹکی مین

زمانہ ہے اگر تیرا تو بھول اسپر نہ اے سیفی
بدلتا ہے ہزارون رنگ یہ جلاد چٹکی مین

ولہ

پیسے کے ساتھ ساری جہان کی خوشی بھی ہے
جب یہ نہین تو عیش کے سامان بھی نہین

کیا خاک اعتبار کمینون کے قول کا
افسوس بیوفاؤن کو ایمان بھی نہین

کہہ سنکے کچھ بخار ہی دل کے نکالتے
ہمسا یہان پہ کوئی پریشان بھی نہین

ایسی مسافرت کی پریشانیون مین ملے
اپنا رفیق سیفی لسان بھی نہین

ولہ

انسان کوشش بھی کرے اور کچھ نہو
ایسا تو کوئی کام جہان مین اہم نہین

جس کام کا نتیجہ بجز غم کے کچھ نہ ہو
ہشیار ایسے کام مین رکھتے قدم نہین

ہر ایک بات کے لیئے سیفی دعا کرو
اُس کے خزانہ مین تو کوئی چیز کم نہین

تری طاق ابرو کی ہے یاد جن کو
سدا اُن کی گردن کو خم دیکھتے ہین

کس امید پر دل لگائین کسی سے
وفادار دنیا مین کم دیکھتے ہین

ہمین بس تری جستجو سے غرض ہے
اسی دُھن مین دیر و حرم دیکھتے ہین

کسی سے شکایت ہی کیا اس کی سیفی
محبت مین عاشق ستم دیکھتے ہین

ولہ

اس معمے سے ہمین کچھ آگہی ہوتی نہین
جو گیا دنیا سے اُسکی واپسی ہوتی نہین

تجربہ اس بات کا ہم کو ہوا مدت کے بعد
خود غرض کی بات ہی مین راستی ہوتی نہین

اپنے بیگانے ہوئے ہیں کس غضب کا انقلاب
مفلسی سے بڑھکے کوئی شے بری ہوتی نہین

تم ہو سکارونکی صحبت مین ہوی ہو بیوفا — راست ہے یہ کوئی عادت فطرتی ہوتی نہین
جن مین قوت ہے وہ کب ہوتی ہین تابع اور کے — تیرنے مین شیر کے ہرگز کبھی ہوتی نہین
مصلحت ہے کوئی یا بدقسمتی عشاق کی — دلبری ہوتی ہے جنمین دلدہی ہوتی نہین

کرتے تھے اہلِ سخن کی دلدہی اہلِ سخن
سیفی اب یہ بات بھی جاتی رہی ہوتی نہین

ولہ

دوست جسکو سنکے بنجائین عدو — دیکھو ایسی گفتگو اچھی نہین
خیر خواہونکی تمنا رہگئی — سچ تو یہ ہے آرزو اچھی نہین

ولہ

جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض اچھا نہین ہون مین — جیسا کہ تم سمجھتے ہو ویسا نہین ہون مین
بجتی ہے دونون ہاتھ سے تالی ستم شعار — جب تو مرا نہین ہے تو تیرا نہین ہون مین
اچھے جب آپ تھے تو برا کیون کہا مجھے — مانا کہ لوگ کہتے ہین اچھا نہین ہون مین

ولہ

جلوۂ یار ہو دل مین تو مزا ہے ورنہ — شیشہ کس کام کا جب ہو نہ پری شیشہ مین
دیکھنے کو تو ہے انسان بہت ہی بے بس — بند کرتا ہے مگر دیو پری شیشہ مین
فتنہ انگیز کرشمون سے ترے دخترِ رز — کب اترتا ہے کوئی مرد جری شیشہ مین

ولہ

جب تک اچھا اور کامل رہنما ملتا نہین — بے نیازِ بے نشان کا کچھ پتا ملتا نہین
بیوفا سے کیون ہے اے سیفی توقعِ وفا

جانتے ہین سب کہ عنقا کا پتا ملتا نہین

ولہ

اگر غرقابِ بحرِ غم رہے عاشق تو کیا غم ہے | کہ خواہانِ گہر غوطہ زنی سے کام لیتے ہین
روا ہے ناروا بھی لینا اپنے وقت پر لیکن | جنھین کچھ شرم ہے وہ کب خوشی سے دام لیتے ہین
بڑا احسان ہے انکا کہ اپنی نیکیان دیکر | مری ساری سیہ کاری کو یہ تمام لیتے ہین

ترقی کی جو خواہش ہے تو محنت کیجیے سیفی
جو اچھا کام کرتے ہین وہی انعام لیتے ہین

ولہ

دیکھ کر حالتِ ابنائے زمانہ سیفی | کبھی حیران کبھی خندان کبھی گریان ہوئین

ولہ

محال کیا کہ جو قالب مین آرزو نہ رہے | اگرچہ قیدئی عہدِ شباب ہم بھی ہین
پتہ یہ آمد و رفتِ نفس سے ملتا ہے | کہ بحرِ زیست مین مثلِ حباب ہم بھی ہین

عدو کی موت پہ کیونکر کرین خوشی سیفی
کہ اس سفر کے لیے پا رکاب ہم بھی ہین

ولہ

وہ دل کب خدا سے لگائے ہوئے ہین | جو حورون پہ ایمان لائے ہوئے ہین

ولہ

ملے کیا کم قسمتی ہے لذتِ دارین سے | زاہدون مین ہون میں اے سیفی نہ میخوارون مین ہون

ولہ

نگہ مین اپنے پرائے کی باوقار ہون مین ۔۔۔ خزان جسے نہین چھوتی ہے وہ بہار ہونہین
بٹھا مین کیون نہ مجھے آنکھ پر مرے احباب ۔۔۔ جہان مین سرمہ کے مانند خاکسار ہونہین
عدو کے واسطے غم دوست کیلئے ہون خوشی ۔۔۔ کہین خزان ہون کہین موسم بہار ہونہین
عدو کی بات کا کیا اعتبار اے سیفیؔ!
یہ سب تو جانتے ہین فخر روزگار ہون مین

ولہ

کیا کرشمے ہین تیری قدرت کے ۔۔۔ جاہلون کے عقیل ہین ممنون!

ولہ

عبث آتا ہے لے نباش دیوانونکی مرقد پر ۔۔۔ کفن کیسا نہین ملتے ہین پتھر بھی مزار و نمین
طریق عشق مین یکسان ہے پابندی و آزادی ۔۔۔ کبھی ہین زاہد دنیا ہون کبھی ہون بادہ خوار و نمین

ولہ

ہر ایک چیز سدھر جاتی ہے سدھار و تو ۔۔۔ بنیگا نیک اگر ہم حروف کین اُٹین

ولہ

رات دن کشمکش زلف دوتا مین ہون مین ۔۔۔ ہائے کس پیچ مین آفت مین بلا مین ہونمین
صبح ہوتے ہی نکل چلنے کا سامان کیا ۔۔۔ رات بھر کے لیے اس کہنہ سرا مین ہونمین
ہائے کس منہ سے ہو قسمت کے بگڑنیکا گلہ ۔۔۔ اپنے اعمال رزیلہ کی سزا مین ہونمین
آسمان ٹوٹ پڑے بھی تو نہ ہو گا کچھ غم ۔۔۔ کیونکہ اب منزل تسلیم و رضا مین ہونمین
رات ساری تو تغافل ہی مین گزری لیکن ۔۔۔ صبح کا وقت ہے اور یاد خدا مین ہونمین
بہت آسان تھا ایک ایک گنہ کا کرنا! ۔۔۔ سبکی اب فکر ہے اور دست قضا مین ہونمین

بے تکلف وہی کرتا ہون جو کچھ دل چاہے ۔۔۔ فکر میری نہ کرو تم فقرا مین ہون مین

بات جو بس گئی دل مین وہ نکلتی کب ہے
سیفی تم مجکو نہ چھیڑو جھلا مین ہون مین

ولہ

بھروسا ہو ترے وعدہ پہ ای ظالم تو کیونکر ہو ۔۔۔ بدلجاتا ہے جب غصہ مین تیرا پیار چٹکی مین

ولہ

سیفی ہمین ستاتی ہین جب آفتین بہت ۔۔۔ دل اپنا شعر گوئی سے بہلائے جاتے ہین

ولہ

کیا جانے کیا سلوک کرے جلوۂ حبیب ۔۔۔ موسیٰ کی طرح طالبِ دیدار ہم بھی ہین

ولہ

پرستش ان بتون کی کرکی کاٹی زندگی ساری ۔۔۔ رگِ جان ہو مرے تن مین کہ ہو زنار پہلو مین

تڑپتے ہی گزر جاتی ہے ساری رات ای سیفی
مزا کیا زندگی کا جب نہ ہو دلدار پہلو مین!

ولہ

مگر ہم قیامت کے دن بھی نہ جاگین ۔۔۔ کچھ ایسی ہی غفلت کے مارے ہوئے ہین
نہ قسمت سے واقف نہ کل کی خبر ہے ۔۔۔ یہ کیون آپ ہمت کو ہارے ہوئے ہین

تمہارون کا شکوہ کرے کیسے سیفی
ہمارے جو تھے وہ تمہارے ہوئے ہین

ولہ

چین گھر بیٹھے ہوئے شام و سحر کرتے ہین
ہم بھی کس شان ہی عقبیٰ کا سفر کرتے ہین

شب آفت کی درازی کوئی اُن سی پوچھے
کروٹین لیتے ہی لیتے جو سحر کرتے ہین

اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ہی الگ کیون بنائین
شیخ رندون سے اگر ٹیڑھی نظر کرتے ہین

اپنے بیگانے نظر آتے ہین اللہ! اللہ
ہم تردو مین جدھر ہائے نظر کرتے ہین

ولہ

پندِ ناصح سے مرے دوست کبیدہ کیون ہو
وہ محبت سے جو کہتے ہین بجا کہتے ہین

چھوڑ دیجیے گا خدا کیلئے اس کام کو آپ
ہے برا اور اُسے لوگ برا کہتے ہین

مفلسی سے تو نہین کوئی برائی بڑھکر
ٹھیک کہتے ہین جو سیفی کو برا کہتے ہین

ولہ

دمِ گردن نہ کردی ہیچ! اکنون
چہ حاصل میشود از لب گزیدن

چو سیفی گوشِ دل ستنوا نباشد
چہ حاصل پند واعظ را شنیدن

ولہ

درین دنیائے دون از بہرِ دونان
سیہ کاریست کارِ خیر کردن

ولہ

خردمندان کامل را نہ زیبد
ہوا سے نفس نافرجام کردن

ولہ

چہ نامِ زہد را برباد دادند
زدلقِ مکر کوتہ آستینان

زبان بر تخلبندِ خود کشاینید
بہ ہین سیفی غرورِ خوشہ چینیان

ولہ

شریکِ غم ہین یہ۔ اور وہ شریکِ عیش و حت را ہین
بس اتنا ہی تو بل رہتا ہے سیفی دوست دشمن ہین

ولہ

بُرا ہو تُرا لسے عداوت بُرا ہو
پسند اب تجھے آشنا کر رہے ہین

ولہ

کسی کے ہاتھ کوئی رقعہ تک نہ بھجوایا
امید اور کرم گستری کی کیا رکھین
جو اس تک بھی جدا ہو رہے ہین ہیری مین
اب اور کس کی رفاقت کا آسرا رکھین

امید زیست کی جب کچھ نہین ہے ای سیفی
تو کام آج کا ہم کل پہ کیون اُٹھا رکھین

ولہ

کام بھولے سے بھی ایسے نہین کرتی عاقل
جن کے انجام اُنھین رنج و الم دیتے ہین
کیون کسی شوخ سے امیدِ کرم ہے تجکو
دادِ انصاف کہین اہلِ ستم دیتے ہین

ولہ

عقلا کب امیر ہوتے ہین
کیمیا گر فقیر ہوتے ہین

ولہ

نہین تاؤ دیتے ہین مونچھون پہ سیفی
کھلونا جوانی کا ہے کھیلتے ہین

ولہ

بیوقوفی اگر بری شئے ہے | پھر شرابی ہے عقل کا دشمن

ولہ

غور سے دیکھین اگر دنیائے ظالم کی چلن | رشک تیر و خار بنجائیگا ہر اک موئے تن

ولہ

جو زاہد و عابد ہین غیرونکی کمائی پر | کب دوست خدا کے یہ مخلوق کی دشمن ہین

ولہ

یاد کرکے کیون ستاتا ہے مجھے وعدہ خلاف | ہونگی آفت میری سب بیماریونپر ہچکیان
عمر بھر بھی یاد ہم کرتے رہین تو نفع کیا | جب اڑا دی جا رہی ہین چٹکیون پر ہچکیان

چھینک لو یا دوغن بادام یا پانی پیو
گر تمھین آتی ہین سیفی ہچکیونپر ہچکیان

ولہ

آرزو سے فائدہ جب سعی کی ہمت نہو | طائر بے بال و پر بھی اڑتے ہین سیفی کہین

ولہ

تم کو بے غیرت سمجھ لیگا کوئی | دیکھو بے موقع ہنسی اچھی نہین

ولہ

دشمن نے دیکھ کر جب مجھے نیچی نظر جو کی | مجکو مرے کمال کا پختہ ہوا یقین

ولہ

جب تمنا ہی نہین زر کی ہمین | کیون کسی زردار کی پروا کرین

ولہ

خدا رکھے سلامت تجھکو سیفی | که تجھ مین سیکڑون ہی خوبیان ہین

ولہ

ایک عرصہ ہوا مسجد مین نہ جا کر مجھکو | سیفی فرمایئے کیا اب بھی مسلمان ہو نہین

ولہ

اُس سے کرتے ہو دوستی ہی کیون؟ | جسپہ کوڑی کا اعتبار نہین

ولہ

اُن کا جانا عہدۂ اعلے پہ کچھ مشکل نہین | جنکی امیدین ہزارون کوششونکی ساتھ ہین

ولہ

ہو مصیبت یہ مشقت ہے مجھے دل سی قبول | لیکن احسان کسی کا مجھے منظور نہین

ولہ

امید حق شناسی جاہلون سے؟ | یہ باتین علم والون کے لئے ہین

ولہ

خونِ دل و جگر سے کبھی گر وضو کرین | مو سنئے کیطرح یار سے ہم گفتگو کرین
دیکھین تجھے کہین تو تری آرزو کرین | جب رو شناس ہی نہین کیا جستجو کرین
عزت کا جب خیال ہی رکھا نہین ہے دل | کیون ایسے بیوقوف کی ہم آبرو کرین
گھٹنے کو بدر کے بھی اگر دیکھ لین کبھی | اتنا غرور و ناز نہ یہ ماہرو کرین
بڑھ جائین بڑھتے بڑھتے یہانتک کہ ہون ملک | اپنی ہی کاش آپ اگر آبرو کرین
پروا نہین ہے جانکی عزت کی مال کی | جو چاہتے ہین آج ہمارے عدو کرین
دامانِ تار تار کا کیا کیجے بندوبست | ہو دھجیان تو رشتۂ جان سے رفو کرین

دل پاک ہو یہ نامۂ اعمال کچھ نہین ۔ دریائے اشک مین جو کبھی شست و شو کرین

جب قدردان علم ہی سلیقی کوئی نہین
کیا خاک لکھنے پڑھنے کی ہم آرزو کرین

ولہ

یون ہی ثابت رہین گے ہاتھ اور پاؤن ۔ مرتے تک اس کا اطمینان نہین!

ولہ

جب بری چیز کو اچھا نہین کرتی تقریظ ۔ اچھی چیزین کسی تعریف کی محتاج نہین

ولہ

موت کا خوف بدلجائے خوشی سے سیفی ۔ خواہشِ خواب کو گر موت کی خواہش سمجھین

ولہ

قدردان جس کام کا کوئی نہ ہو ۔ آپ ایسے کام کرتے ہی ہین کیون؟

ولہ

بیخرد کے لئیے نصیحت ہے ۔ عقل والے تو عقل والے ہین؟

ولہ

کیسی احباب کی عنایت ہے ۔ اپنے سایہ سے آپ ڈرتا ہون

ولہ

ہان خرافت چاہیئے سیفی مگر ۔ سچ تو یہ ہے بے زری اچھی نہین

ولہ

آدمیت ہو تو پھر ہے آدمی بھی آدمی ۔ جسمین شیرینی نہو وہ راکھ ہے شکر نہین

ولہ

کیون کسی آفت سے حیران ہو گی طبع مستقل
آب آئینہ ہوا سے موجزن ہوتا نہین

ولہ

قدر پیسہ کی ہوا کرتی ہے غربت ہی مین
کہ عصا ہاتھ مین آتا ہے نقاہت ہی مین

عیب آ رہجاتے ہین نرمی و رعایت ہی مین
ابتری کام کی ہوتی ہے مروت ہی مین

کیون محبون سے الجھتے ہو لڑو دشمن سے
لطف ملتا ہے اگر تمکو عداوت ہی مین

ہوش سے کام کرو رنج سے مت ہو غافل
چور سامان کو لیجاتے ہین غفلت ہی مین

ولہ

میٹھی باتون کے سوا ان سے نہین کوئی امید
آج کل دوست بھی ایک میوۂ مصنوعی ہین

ولہ

خالی نہ رہین آپ کے دل یاد خدا سے
شیطان رہا کرتے ہین ویران گھرونمین

ولہ

عقل والونکو خدا علم سے عزت بخشے
بیخرد علم سے مغرور ہوے جاتے ہین

ولہ

کوششین ہین کامیابی کی دلیل
صرف ارمانون سے کچھ ہوتا نہین؟

ولہ

غیر تو غیر ہین کیا انسے شکایت سیفی
دوستون سے بھی تو انصاف کی امید نہین

ولہ

یہ کسب علم نہین زر کے واسطے تاہم
غنی اگر نہین عالم تو بینوا بھی نہین

ولہ

اپنی رفتار کو چھوڑو نہ کبھی زحمت مین	چوکڑی بھول کے پڑتا ہے ہرن آفت مین

ردیف واو

بہت بیفائدہ ہوتی ہین باتین پیٹھ پیچھے کی	مزا ملتا ہے جب جسکا گلہ ہو اُسکے منہ پر ہو

ولہ

اک نہ اک روز کسی بزم عدو مین سیفی	سخت شرمندہ کریگا تمھین ٹھٹا دیکھو

ولہ

سربلندی کا ہے اگر ارمان	خاکساری غبار سے سیکھو!

ولہ

چاہتے ہو اگر امیری کو	ترک کردو فضول خرچی کو
تمکنت کی اگر ہے کچھ خواہش	چھوڑ دیجے فضول گوئی کو
سخت کے ساتھ سخت ہو جاؤ	دانت ہی توڑتے ہین ہڈی کو

ولہ

جسکے ارمان دو عالم مین بتائین رسوا	کیا کرے کوئی کہو ایسے پریشان دل کو
حسن کو اپنے چھپا رکھتے ہین چھپنے والے	پر کوئی روک نہین سکتا دل مائل کو
کیجئے شکر کہ سمجھا ہے تمھین اُسنے سخی	کیون جھڑکتے ہو بخالت سی کسی سائل کو

ولہ

دیکھون نظر اٹھا کے جدھر تیرا نور ہو	اتنا تو کم سے کم مرے ساقی سرور ہو

ہم آنکھ اور دل نہین کہتے اُسے کبھی
جس آنکھ اور دل مین نہ تیرا ظہور ہو

جس شاخ پر ہین پھل اُسے جھکنا ضرور ہے
وہ عقلمند ہی نہین جسکو غرور ہو

سیفی وہ بادہ نوشی سراسر فضول ہے
ہوش و حواس و عقل مین جس سے فتور ہو

ولہ

فخر سمجھا تری دہلیز پہ مر جانے کو
کیسے دانائی یہ سوجی تری دیوانے کو

ناز تو اپنے ہی لوگو پہ ہوا کرتے ہین
کون تکلیف دیا کرتے ہین بیگانے کو

کیون وسیلہ کی ضرورت ہو تری چاہت مین
کیا سکھاتا ہے محبت کوئی پروانے کو

مین تو جنت مین بھی جاؤنگا کبھی نام نہ لون
جب تلک آئین نہ حورین مری لیجانے کو

اُسکے وعدون سے ہو کیا خاک تسلی سیفی
دیر لگتی ہی نہین جسکے مکر جانے کو

ولہ

دیکھو کہ بیوفائی کا کس پر اثر ہوا
پورا نہ کر کے عہد پشیمان تمہین تو ہو

ولہ

عدو کے سامنے مین بات بھی کرتے جھجکتا ہون
فقط اتنا مجھے ڈر ہے کہین بیر کا کبوتر ہو

ولہ

لائقِ عشقِ تبنی مجھسا گنہگار نہین
اِسلئے شرم کے آتے ہین پسینے مجکو!

آنکھین رُو رُو کی کیا کرتی ہین کم دلکی بھڑاس
بحرِ غم مین ہین معاون یہ سفینے مجکو!

اس سے بڑھکر بھی کوئی عز و شرف ہے سیفی

مدح خوان اپنا بنایا ہے نبی نے مجکو

ولہ

عشقِ احمدؐ کے سوا یار نہین ہے تو نہ ہو — مہربان گنبدِ دوّار نہین ہے تو نہ ہو
ارِنی کہہ کے نکرنا تو نہ ہوگا ہرگز — مجھ مین گر طاقتِ دیدار نہین ہے تو نہ ہو

ولہ

چاہتے ہو اگر خضر کی عمر — رشکِ لقمان و بوعلی بنجاؤ

ولہ

افسر تمہارے کتنے ہی ظالم رہین مگر — جاے ضرور ان کو سمجھ کر ملا کرو +

ولہ

بکواس احمقی کی سراسر دلیل ہے — اچھا ہے جسقدر بھی تم اس سے بچے رہو

ولہ

گر حقیقت مین بُری شے ہے فلاکت سیفی — پھر امیرونکو فقیرون سے محبت کیون ہو

ولہ

کیسی ہی الفت بڑون سے کیون نہو — تم ادب کو ہاتھ سے جانے نہ دو

ولہ

بیحیائی کی نشانی ہے ہنسی — سیفی تم اس سے ذرا بچتے رہو

ولہ

کل کے دن جانیے کیا حشر تمہارا ہوگا — کل کی مرغی سے بھلا آج کا انڈا سمجھو

ولہ

فکرِ دنیا مین تو ڈوبے ہوے ہو تم سیفی
عاقبت کی بھی کبھی فکر کیا کرتے ہو

ولہ

سیر ہوتی ہی نہین ہے ہوس نا بینا
دیدۂ حرص تو بینا ہے یہ کیون قانع ہو

ولہ

کام بنتے ہین ولیکن دیکے چل تدبیر کو
ہمسے ہی کیون سوجھتی ہی دل لگی تقدیر کو

محنتون کے تجربے کو کہتے ہین خاموش رہ
صبر یارا اتنا کہان میرے دلِ دلگیر کو

زخمیونکو یون تڑپتے چھوڑنا اچھا نہین
ذبح کرکے باندہ لو فتراک مین نخچیر کو

وہ مبارک لوگ جنپر عقل کو بھی ناز ہے
کب روا رکھتے ہین کارِ خیر مین تاخیر کو

فی الحقیقت ہے اثر تاثیر ایک مہمل سی بات
کون یہ سمجھائے میرے نالۂ شبگیر کو

گردشِ ایام نے جب مجکو مضطر کردیا
آرزوئین کوسنے دینے لگین تقدیر کو

ناتوان دل کی امیدون پر نہ پانی پھیرئے
توڑنا اچھا نہین سیفی عصائے پیر کو

ولہ

نرمیون سے سخت ہوگا دشمنِ کمزور بھی
پھیل کر بہتا ہے پانی گر زمین ہموار ہو

ردیف ہائے ہوز

بڑہائینگے جو شان و شوکت زیادہ
وہ آخر اٹھائینگے خفت زیادہ

یہ وہ بات ہے جو نہ آئیگی جا کر
کرو تم خیالِ شرافت زیادہ

نکلتا ہے جو کام آہستگی مین
کرو اُس مین تیزی نہ حضرت زیادہ

تمہارا ہی آخر میں دل سخت ہوگا — کسی سے نہ رکھنا کدورت زیادہ
شرافت کو کیا آپ سمجھے ہوئے ہین — نہ ہوگی یہ کم ہوسکے حضرت زیادہ
جو محسن سے اپنے کرے گا برائی — وہ دیکھیگا آخر ندامت زیادہ
لیاقت بڑہیگی جو تعلیم دوگے — سخاوت سے ہوتی ہے دولت زیادہ
نمایش کی چیزین نہین کام آتین — ضرورت سے کیجے نہ حضرت زیادہ
جو سُنتے نہین ہین بڑون کی نصیحت — وہ سہتے ہین آخر مصیبت زیادہ
عبادت کروگے تو پاؤگے جنت — کہ محنت سے ملتی ہے دولت زیادہ

مگر آج سیفی نے دنیا کو سمجھا
کہ وردِ زبان ہے نصیحت زیادہ

ولہ

بھلی سی اب زمانہ کی رفتار ہی نہین — کیا کیا سلوک ہوتے تھے اہل ہنر کیساتھ

سیفی! اسیاحتون کے مزے مفلسونکو کیا
دنیائے دون کے لطف اگر ہین تو زر کیساتھ

ولہ

تڑپنے سے ذرا فرصت تو ملتی — بلا سے جھوٹ کہتا نامہ بر کچھ

ولہ

جنت سے ہے بہتر چمنستان مدینہ — فردوس کا خواہان نہین خواہان مدینہ

ولہ

گر بے زری کا شکوہ کروگے ہر ایک سے — ہو جاؤگے ذلیل بھی تم مفلسی کیساتھ

ولہ

پیروی اچھونکی اچھا کیون نہ کر دیگی تمھین
آسمان پر سوئی بھی ہے حضرت عیسی کیساتھ

ولہ

نہ پوچھو سود خوارون کے نتیجے
یہان ہین ہاتھ کالے اور وہان منہ!

ردیف یاے تحتانی

خدا جانے کیا حشر کل اپنا ہوگا
نہ دوزخ ہماری نہ جنت ہماری

نتیجہ بھگت لوگے اپنے کیے کا
نہ مانو بلا سے نصیحت ہماری

ولہ

کیون اے ہلال دش تجھے اتنا ملال ہے
ہر چیز کے کمال کو آخر زوال ہے

کسکو سنائین اپنی مصیبت کی داستان
جو ہے وہ اپنی فکر مین آشفتہ حال ہے

میدانِ حشر بھی مجھے خمخانہ ہو گیا
شکرِ حیا ہے امین ہون محوِ انفعال ہے

ولہ

موت ہمنے رنج مین منظور کی
آفتون مین سوجھتی ہے دور کی

عالمونکو کہتے ہین جاہل برا
قدر کیا لنگور کو انگور کی

ولہ

عجب حال دیکھا گیا اس جہان کا
کہین ہے خوشی اور کہین رنج و غم ہے

ولہ

نوشتہ ہے اگر تقدیر کا تحریر پتھر کی
تو مجھ سے ہو نہین سکتی ہی کچھ تدبیر پتھر کی

جسے تیشے کے ہاتھوں چھوٹنا پتا ہی مشکل ہے
خدا اس سے کیا ملا سکتی ہے وہ تصویر پتھر کی

وہی جاتے ہیں پہلے ہی سے ہم تو بارِ عصیاں میں
عزیزو کس لیے کی قبر پر تعمیر پتھر کی

جمی جو بات دل میں سنگدل کے کب نکلتی ہے
ہٹانے سے کہیں مٹتی بھی ہے تحریر پتھر کی

کمینے کیوں نہ بڑھ جائیں جب عزت دو انہیں سیفی
خدائی کا کیا دعوی جو کی توقیر پتھر کی

ولہ

وہ عالمِ شباب کی دولت نہیں رہی
وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی

دل میرا آپ سے نہ پھریگا تمام عمر
سیرت تو یہ رہیگی جو صورت نہیں رہی

وہ بھی تھا اک زمانہ کہ اک پر تھا اک فدا
اب تو کسی میں نام کو الفت نہیں رہی

کیا دشمنی ضرور ہے جب دوستی نہ ہو
کیوں اُس سے لڑے جس سے محبت نہیں رہی

پیری میں کس گھمنڈ پہ سیفی لگائیں دل
نازاں تھے جس پہ ہم وہ طبیعت نہیں رہی

ولہ

وار سے بچنے کی اُسکے نہ کچھ تدبیر بھی
ڈھیٹ ہوتے ہیں بلا کی عاشقِ دلگیر بھی

ولہ

نیند آنیکے عوض آنکھوں میں آنسو آئیں
سونے والے نہ سنیں رام کہانی میری

شعر فہمی کی جنھیں فکر نہیں ہے سیفی
اُنپہ کیا خاک کھُلیگی یہہ دانی میری

ولہ

کہی سیفی نے کتنی بات اچھی
نہیں امید سفلوں سے وفا کی

ولہ

بزمِ دنیا مین نہ کم عیش کے سامان ہونگے / ہم ہی اک روز کسی قبر مین مہمان ہونگے
خاک ہو جائینگے مٹ جائینگے ای چرخ برین / پر کسی کے تو نہ شرمندۂ احسان ہونگے
کہنے پر اس دلِ نادان کے نہ جاؤ سیفی
دیکھو پچھتاؤ گے وان غیر نگہبان ہونگے

ولہ

پاک باطن کا کیا کرے کوئی / دشمن اپنا ہوا کرے کوئی
جان سے جو عزیز ہین اُن سے / نہ جدا ہو خدا کرے کوئی
غیر کے نیک و بد سے کیا مطلب / کام اپنا روا کرے کوئی
سیرِ باغِ جہان مین لے سیفی
چشمِ عبرت کو وا کرے کوئی

ولہ

کل رہے گا راحت و آرام سے / آج جس نے کچھ مصیبت دیکھ لی
پندگی لی محفلِ اغیار مین / مین نے ناصح کی حماقت دیکھ لی
سیفی اپنے کی ہے ساری دوستی / مین نے دنیا کی طبیعت دیکھ لی

ولہ

فرقتِ احباب مین وردِ زبان اشعار ہین / دل کے بہلانے کو زخمِ دل گلستان ہو گئے

ولہ

صحرا سے لق و دق ہے ناقہ کا رنگ فق ہے / بدلے حدی کے نالے ہوتی ہین ساربان کے

رہزن ہزار ہا ہین اور رات ہین ڈرانی — اللہ کچھہ مدد کر سالار کاروان کے
کیا پوچھتے ہو سیفی نیرنگیان جہانکی — تم پر تو آئینہ ہین حالات آسمان کے

ولہ

چار احباب بہم ایک جگہ ہون جسدم — وہ زمانہ وہ گھڑی اور وہ سال اچھا ہے
حرص کی خانہ خرابی ہنین دیکھی ای دل — کام اچھا ہے وہی جسکا مآل اچھا ہے
چور کب چین سے رہتے ہین چرا کر دولت — مال اچھا ہے وہی جسکا مآل اچھا ہے
علم سے قدر ہے انسانکی دولت سے نہین — مے جو اچھی ہو تو پھر جام سفال اچھا ہے
رات دن فکرِ سخن طبع رسا ہے منحوس — حسبِ موقع جو کرین فکر خیال اچھا ہے

ادب استاد کا ہے باعثِ تحصیلِ علوم
سیفی نیک صفت کا یہ خیال اچھا ہے

ولہ

اس دور مین خواہانِ شرافت نہین کوئی — بس عزت و توقیر ہے انسانکی زر سے
صحبت ہے امیرونکی فقیرونکو نہین فیض — رشتے کو سوا گھٹنے کے کیا نفع گہر سے
کیون پیری سے گہبرائین نہ بنائے زمانہ — عاشق ہی تو ڈرتے ہین شبِ وصل سحر سے

جب بادۂ توحید کے سرمست ہین سیفی
کیون بیخبری ہمکو نہ ہو اپنی خبر سے

ولہ

کون پیری کی مصیبت کو اٹھائے ای دل — سفر اچھا ہے وہی ہو جو سحر سے پہلے
بزمِ اغیار مین جانا ہے کوئی کھیل نہین — پوچھ لینے دو مجھے اپنے جگر سے پہلے

بیٹھا ہوں پا بر کاب اور حواسِ خمسہ   ہو گئے ہیں الگ میرے سفر سے پہلے

اب وہ کترا کے نکل جاتے ہیں اللہ اللہ   دیکھتے تھے جو عنایت کی نظر سے پہلے

جیتے جی اُس پہ جو مرتے ہیں وہی آسیفیؔ   اپنی منزل کو پہنچتے ہیں سفر سے پہلے

عقلمندوں نے بہت ٹھیک کہا ہے سیفیؔ
مارنا چاہیئے موذی کو ضرر سے پہلے

ولہ

بچھو کو مارنا ہی قرینِ ثواب ہے   قابو میں ہو تو اپنے عدو کو نہ چھوڑیئے

ولہ

اپنے ماں باپ کی عزت جو نہیں کرتے ہیں   اُن کے بچے بھی تو عزت نہیں کرتے انکی

ولہ

جسکی اللہ کی بخشش پہ نظر رہتی ہے   وہ بھی محتاج و پریشان کہیں رہتا ہے

ولہ

ذرا دل سے سن لو نصیحت کسیکی   نہیں کام آتی محبت کسی کی

بدلتے بھی دیکھی ہے قسمت کسیکی   عبث کرتے ہو تم شکایت کسی کی

بڑی بد بلا ہے محبت خدایا   نہ آئے کسی پر طبیعت کسی کی

نتیجہ بہت ٹھیک ہے امتحان کا   ٹھکانے لگی آج محنت کسی کی

کوئی کیا کرے گردشِ آسمان کو   نہیں کب ہے منظور فرقت کسی کی

یہ اول ہی کہتے تھے تم کو سیفیؔ
نہیں کام آتی محبت کسی کی

ولہ

وہی سچا شریف ہے سیفی ۔ اصل اپنی جو یاد رکھتا ہے

ولہ

حارج ہوئی ہے دنیا کیا کارِ عاقبت مین ۔ رہبر جنھین بنایا وہ رہزن سے نکلے
سیفی ہے کون ایسا جو تجکو بخشوائے ۔ نکلے تو کام تیرا شاہِ زمن سے نکلے

ولہ

حصولِ جاہ مین آفت بڑی ہے ۔ یہ سچ کہتے ہین یہ منزل کڑی ہے
اجل پیچھا نہ چھوڑے گی کسی کا ۔ یہ لیکر ہی اُٹھی ہے جب اڑی ہے
چلی جاتی ہے ہر دم سانس اپنی ۔ نہین رکتی کبھی یہ وہ گھڑی ہے
نہ پوچھو آفتین دنیا کی سیفی
گئی ایک دوسری سر پر کھڑی ہے

ولہ

بُرا کہتے ہین اچھے کو بھی سیفی ۔ خدایا پالا نہ ڈالے احمقون سے

ولہ

مذاق حد سے زیادہ نہ کیجئے کہ کہین ۔ ہنستے ہنستے ہین ہنسی جا بہین نہو جائے

ولہ

کسی بیدرد سے کیا پوچھیے وہ کیا جانے ۔ کیسی کیسی طپشِ دردِ جگر ہوتی ہے
ضبط کرنا یہ نہین ٹھیک بہالے آنسو ۔ مہربانی تری اے دیدۂ تر ہوتی ہے
سیفی جب مین نے ہی مانا نہ کسی کا احسان ۔ آہ میری کہین ممنونِ اثر ہوتی ہے

ولہ

چاند کیا یون ہی نہین حسن مین اپنی یکتا | نہ سہی حسن خداداد کو زیور نہ سہی
فائدہ کیا میری غیبت سے تمھین اے سیفی | نہ سہی مجھ مین کوئی خوبی و جوہر نہ سہی

ولہ

قول کا پاس تھا ہم موت سے ڈرتے کیونکر | پر دمِ ذبح تمھین تو نہ حیا بھی آئی
جان لیتی ہوئی کہتی ہے حکیمون سے قضا | وقت پر کام تمھاری نہ دوا بھی آئی

ولہ

کہوگے جیسی تم ویسی سنوگے | کہ ہر انسان کے مُنہ مین زبان ہے
بہت سن اور کم کہہ کیونکہ سیفی | ترے دو کان ہین اور اک زبان ہے

ولہ

مین نے تو بہت کوشش کی نفس کُشی مین | معلوم نہین اب تک یہ شاخ ہری کیون ہے
جب لطف و مروت سے سب کام نکلتے ہین | پھر خواہ مخواہ اتنی بیدادگری کیون ہے

ولہ

نیک و بد کی اگر ہے تمکو تمیز | سب کی سن لو مگر کرو اپنی!

ولہ

کبھی پریون کا شیدا ہے کبھی حورونپہ مائل ہے | نہ اُن پر کچھ بھروسا ہے نہ قابو اپنا اے دل ہے
مزا کیا خاک اب ہمکو ملیگا دل لگانے کا | کہ جسکی عقل دشمن ہے اُسی پہ جان مائل ہے
یہ کلفت ہر گھڑی کی آئے دن کی یہ پریشانی | مرے مولا مری قسمت بدل دینے کے قابل ہے
یہی گردش ہے قسمت کی تو یارب کیسی گزریگی | مری حسرت بھری جان ہی مرا ارمان بھرا دل ہے

ولہ

ہے شگونِ کامیابی کوشش و سعی و بلیغ
دل سے آتی ہے صدا ہر دم مبارکباد کی

ولہ

جب نہین زیست کی امید نہین ہے کوئی
آج کی بات کو کیون کل پہ اُٹھا رکھا ہے
سیفی کیون کوئی مجھے آنکھ اٹھا کر دیکھے
پاس مجھ بے زر و بے زور کے کیا رکھا ہے

ولہ

نصیحت غافلون کو اے فلک تو نے یہ کیا کم کی
جہان محفل تھی شادی کی وہین محفل ہے ماتم کی

ولہ

کیون سہنے پڑتے یہ ستم ناروا مجھے
ہوتا نصیب گر دلِ صبر آزما مجھے

ولہ

کچھ ایسا تجربہ خود غرضیٔ دوران نے سکھلایا
کہ جورِ دشمنان بہتر ہے الطافِ عزیزان سے
ہمین آباد ہو کر ہونگے اک دن زینتِ عالم
یہ ہر ارمان صدا آتی ہے ہر اک باغِ ویران سے
جب آیا غصہ حرمان نصیبی عقل یہ بولی
بگڑ کر کیا سمجھ لیگا کوئی تقدیرِ پنہان سے
سنبھالو حضرتِ دل آپکو یہ کیا حماقت ہے
کہین لڑتے ہین عاقل چرخِ ظالمِ فتنہ سامان سے
کسی طبعِ حیا پرور کی ہمت سے کوئی پوچھے
کہ بارِ کوہ ہلکا کسقدر ہے بارِ احسان سے
نتائج نیک کامون کے کبھی بد ہو نہین سکتے
ہوا ثابت یہ چاکِ دامنِ خورشید کنعان سے
وہ آفت ڈھائی ہے چرخِ ستم پیشہ کی چالون نے
کہ فرصت سے طبیعت تنگ ہے درد و درمان سے
اُنہین حیران و سرگردان بگولون کی سوا سیفی
لپٹ کر رونے والا کون ہے گورِ غریبان سے

ولہ

زمانہ بروں کا بھلا ہو رہا ہے / یہ کیا فیصلہ واہ وا ہو رہا ہے
یہ علمی ترقی کا الٹا نتیجہ / کہ اب ناروا بھی روا ہو رہا ہے
برے کام کیے ہین برے ہی نتیجے / گلا کیون عبث اپنا کیا ہو رہا ہے
وہی کاٹتے ہین جو بوتے ہین سیفی / برائی کا ثمرہ برا ہو رہا ہے
یہ سچ ہے کہ گندم بروید ز گندم
بھلون کا ہی سیفی بھلا ہو رہا ہے

ولہ

مزا اب زندگی کا کچھ نہین ہے / کہ سامان دل لگی کا کچھ نہین ہے
شکر رنجی یہ ہو انجام جس کا / مزا ایسی ہنسی کا کچھ نہین ہے
نہ ہو معبود کا جب دل مین جلوہ / نتیجہ بندگی کا کچھ نہین ہے
طبیعت ہے اگر راضی رضا پر / تو شکوہ بے زری کا کچھ نہین ہے
جو کچھ کرنا ہے کر لو جلد سیفی
بھروسا زندگی کا کچھ نہین ہے

ولہ

اچھے ہین وہ جو سعی و مصیبت مین پڑ گئے / غم مین ہین وہ جو شکوۂ قسمت مین پڑ گئے
سوتے ہوئے کے پاس ہی آتی ہین چور بھی / مفلس وہی ہوئے ہین جو راحت مین پڑ گئے
سیفی ترقیون کی امید ان سے کیا کرین
جو تھک تھکا کے کنج قناعت مین پڑ گئے

ولہ

موت کیا ہوگی نہ خائن کے لیے — طمع ہو آخر ہے کس دن کے لیے
موت جب ہر لحظہ ہوتی ہے قریب — جمع پھر کرتے ہو زر کن کے لیے
دیکھنا اس آسمان کی گردشین — کن کی دولت اور ہو کن کے لیے
چھوٹنا دستِ قضا سے ہے محال — پھر دغابازی ہے کس دن کے لیے
اپنے دشمن کا بھی وہ دشمن نہ ہو — چاہیے یہ پاک باطن کے لیے
پھر وہی کالی بھیانک رات ہے — چاندنی ہے چار ہی دن کے لیے
فائدہ بارش کا ہے برسات مین — بانکپن موزون ہے اک سِن کے لیے
عیش ہی کی اک کمی ہے شوم کو — ورنہ زر کی کیا کمی ان کے لیے

سیفی یہ کافر ڈرین کیون آگ سے؟
خوف دوزخ کا ہے مومن کے لیے

ولہ

وہم ہوتا ہے مجھے کوئی نہ تمھین کوئی خیال — مجھ مین اور تم مین اگر سچی محبت ہوتی
چاہنے والے کہان ہین ترے اے حبِ وطن — ورنہ عزت سے مری تجھکو بھی عزت ہوتی

ولہ

اور بڑھ جاتی ہے تدبیر سے وحشت میری — کیا دکھاتی ہے مجھے دیکھئے قسمت میری
آپکا شکوہ کرون؟ اور عدو کے آگے — یہ تو بہتان ہے ایسی نہین عادت میری
ان حسینون نے بنایا ہے کھلونا مجھکو — دل نادان ترے ہاتھون یہ بنی گت میری

جو ہوا میری ہی قسمت سے ہوا اے سیفی

غیر سے شکوہ نہ یارون سے شکایت میری

ولہ

خوشی کیون نہ ہو جسم کی خستگی سے
کہ اک وصلِ دلبر مین حائل یہی ہے

ولہ

دولت اگر نہین ہے تو ہمت بھی کیا نہین
اللہ دے تو سب کو تو نگر بنا ئینگے

ولہ

فکرِ دنیا دل تو رنجِ عاقبت جان کہا سے ہی
پھول یہ کمہلائے ہے اور وہ کلی مرجھائی ہے

ولہ

جھگڑے مین رہتا ہون کہ محبس مین مقید
کیا کام لیا ہے مجھے فرزانہ بنا کے
کہتے ہین کہ بدنام نہ ہو بد رہو یعنی
شیطان رہو شکلِ شریفانہ بنا کے

ولہ

گر گئے نیکی مین ساری زندگی
کیا ہی نعمت ہے ہماری زندگی
مفلسِ غیرت زدہ کو چھوڑ دیئے
سب کو ہوتی ہے پیاری زندگی
قدر ہی جنکو نہین ہے وقت کی
اُن کی کیا ہو گی بچاری زندگی
نام تک بھی لے نہ کوئی موت کا
گر نہ ہو بے اختیاری زندگی
آتشِ دوزخ کا اُسکو خوف ہے
عیش مین جس نے گزاری زندگی
خوابِ غفلت اچھینا اسیری وغم
کھائے جاتے ہین ہماری زندگی

خوابِ شب سیفی حریفِ موت ہے
ایک ہی دن کی ہے ساری زندگی

ولہ

جس نے کی قدر وقت کی سیفی | وقت بھی اُس کی قدر کرتا ہے

ولہ

یہ سخت عیب ہے کہلاؤ تم جو دست تنگ | فراخ دست جو کہلاؤ تو ہنر بھی ہے

ولہ

سنبھلکر خرچ کرلے مسرفِ نادان دولتکو | یہ ہاتھوں ہاتھ جاتی ہے مگر مشکل سے آتی ہے

ولہ

حلم دیمک ہے حکومت کی عمارت کیلیے | چاہیے پابندی نصفت حکومت کیلیے

ولہ

وہ کیوں فرعون پہ ساماں نہ بچائیگا اے سیفی | عزیز مصر جو نباش ہو جای مقدر سے

ولہ

میٹھی باتوں سے کام لو سیفی | کھٹے آموں کو کون لیتا ہے

ولہ

طلب رزق میں حیران ہے کیوں اے غافل | دیکھ پنجرے میں پرندونکو غذا ملتی ہے

ولہ

نفعِ خلق اللہ میں ہم نے نہ کی بھولے سے دیر | شمعِ روشن کی طرح گو خود اندھیرے میں رہے

ولہ

اگر خواہش بقا کی ہے خودی کو چھوڑ دو سیفی | فنا جب تک نہ ہو دانہ کہاں سرسبز ہوتا ہے

ولہ

شکایت ظالموں کی آسمان سے
یہ تلمیذِ دبستانِ فلک ہیں

ولہ

کیوں یہ کہتے ہو کہ ہو جائیگا رسوا کوئی
تم تو اچھے ہو نہیں ہے اگر اچھا کوئی

ولہ

تیر کا مکڑی کے جالے میں الجھنا کچھ نہیں
یہ تعجب ہے کہ عاقل دامِ دنیا میں پھنسے

ولہ

اس دور میں پروا ہے کسی عیب و ہنر کی
تقدیر ہی کچھ اپنی سنور جائے تو بس ہے
ہرگز مجھے دولت کی تمنا نہیں سیفی
آرام سے عزت سے گزر جای تو بس ہے

ولہ

لالچی جھوٹ بھی کہنے کو سمجھتے ہیں ہنر
اس طریقہ سے اگر اُن کا بھلا ہوتا ہے

ولہ

موافق اپنی اپنی ہمتوں کے
لگا تقدیر سے ہر ایک کو ہے

ولہ

اپنی بدنامی سے سیفی ڈر رہے ہو جسقدر
اسقدر اللہ سے ڈرتے تو بنجاتے ولی

ولہ

کام اتنا ہی خسیسوں سے لیا کر سیفی
جسقدر جاے ضرورت کی ضرورت ہے تجھے

ولہ

کاروبار دنیوی کو چھوڑ کر پھر کیا کرے
موجبِ راحت انہیں کی آفت و تکلیف ہے

ولہ

راشی کھائے بغیر کیوں بولیں	منہ میں کچھ ہو تو منہ بھی چلتا ہے

ولہ

عدو سے بے حقیقت کو نہ سمجھو بے حقیقت تم	عروج حضرت عیسیٰ میں حارج ایک سوزن ہے
ذرا سا بھی گنہ کافی ہے الجھانے کو محشر میں	عروج حضرت عیسیٰ میں حارج ایک سوزن ہے

ولہ

کچھ طہارت اور غذا پر ہی نہیں ہے منحصر	بات جو حد سے بڑھی وہ دشمن جان ہوگئی

ولہ

محنت اتنی نہ اٹھاؤ کہ پریشان ہوجاؤ	دوڑنے والے ہی تھک جاتے ہیں سیفی جلدی

ولہ

پارسائی مری مشہور زمانہ ہے مگر	مجکو لے ڈوبیگی یہ حسن پرستی میری

ولہ

گر تمھیں شرم ہے جلدی سے معافی چاہو	عذر سے اور بھی سنگین خطا ہوتی ہے

ولہ

بہت روئینگے پچھتائینگے اپنی غلطیوں پر ہم	گئے دن کی طرح جب اس جوانی کو نہ پائینگے

ولہ

اگر حاصل کریں عبرت کی آنکھیں	سبق آموز ہر اک چیز ہوگی

ولہ

اے دل ناداں تو ارمانوں کی باتوں میں نہ آ	جان ارمان سعی ہے اور جان کوشش رنج ہے

ولہ

قدرت رحم وکرم ہے تو نہ تاخیر کرو — بات رہ جاتی ہے اور وقت نہیں رہتا ہے

ولہ

عقلا کیوں نہ کم ہوں اے سیفی — کم ہی ہوتے ہیں پھول پتوں سے

ولہ

مرمٹوں سے دشمنی کس کام کی — اس قدر بھی بد دلی کس کام کی
رنج وغم میں مبتلا ہیں رات دن — مفلسوں کی زندگی کس کام کی
دوستوں ہی پر بھروسا جب نہیں — دشمنوں کی دوستی کس کام کی
ہاں جوانی کی عبادت خوب ہے — عاجزوں کی عاجزی کس کام کی
اُنس جب انسان میں باقی نہیں — پھر کسی سے دوستی کس کام کی
دربدر پھرنا ہی جب مقصود ہے — یہ فقیری آپ کی کس کام کی
جو سبک ٹھہرائے تم کو چار میں — دوستو! ایسی ہنسی کس کام کی

جو عدو ہے دین کی اخلاق کی!
سیفی ایسی شاعری کس کام کی

ولہ

درجہ بدگوئی حاسد کی نہیں مجکو تلاش — عادتاً بھونکتے رہتے ہیں ہمیشہ کتے

ولہ

خیالِ شہرتِ اشعار کیوں ہے — یہ اچھے ہیں تو خود مشہور ہونگے

ولہ

شاعری یہ پادشاہوں کیلئے زیبا نہیں — ہاں انہیں شاعر نوازی نکتہ سنجی چاہیئے

ولہ

بڑوں کے ساتھ جب تم بھی بڑے ہو — پھر اُنمین اور تم مین فرق کیا ہے

ولہ

قوم یہ چاہ رہی ہے کہ غلامی مین کٹے — زندگی ہائے اِسے کس کی پسند آئی ہے

ولہ

پیسہ کی آرزو نہ کرو علم چھوڑکر — سیفی تم اسکے واسطے پیدا نہین ہوئے

ولہ

توکوشش کرکے رہنی رضا پر — توکل جسکو کہتے ہین یہی ہے

ولہ

لایقِ مدح اگر ہین تو وہی ہین سیفی — جنکی ہمت کبھی مایوس نہین ہوتی ہے

ولہ

شکایت خط نہ لکھنے کی رہی اب کسطرح باقی — نہ خط لکھنے کے وہ عادی نہ خط لکھنے کا مین عادی
چلو چھٹی ہوئی شکوہ کسی کا اب کسی پر کیا — نہ خط لکھنے کے وہ عادی نہ خط لکھنے کا مین عادی

ولہ

نکلو نہ کبھی دائرۂ ذکرِ خدا سے — تو قید حرم ہی مین ہی آہوے حرم کی

ولہ

تلوار کوئی چیز ہے ہمت کے سامنے — ٹکتے نہین ہین شیر شجاعت کے سامنے
محمود کا ایاز اک ادنیٰ غلام تھا — صورت بھی کوئی مال ہے قسمت کے سامنے
یہ حسن یہ فنون یہ طاقت یہ مال و زر — سب ہاتھ جوڑتے ہین حکومت کے سامنے

یارب کسی کے سر پہ بُرا وقت ہی نہ آئے
گھستے ہین ناک سب بُری ساعت کے سامنے

جتنی ہو دسترس نہ رکے گا سخی کا ہاتھ
افلاس کچھ نہین ہے سخاوت کے سامنے

ہے ذائقہ زمین و زر و زن کا بے ثبات
یہ کچھ نہین ہے علم کی لذت کے سامنے

گر یون بچتے ہین آپ شریفون کی زندگی
کیا مال جان و مال ہو عزت کے سامنے

کیا چیز آبرو ہے ذرا مجھسے پوچھیے
ہستی ہے کوئی حسن کی عصمت کے سامنے

جو دوست ہین وہ جان بھی کرتی نہین دریغ
دولت یہ کیا بلا ہے محبت کے سامنے

جب جان کی بھی درد مین رہتی نہین ہے چاہ
پیسہ کی کوئی قدر ہے صحت کے سامنے

سیفی نہ مر حکومت دنیا کے واسطے!
سب ہیچ ہے خدا کی محبت کے سامنے

ولہ

کسطرح چین میسر ہو کسی کے دل کو
تا دمِ زیست لگے رہتے ہین لاکھون کھٹکے

ولہ

اپنی تصنیف کو کسطرح کہے کوئی بُرا
کہی جاتی نہین ہے چھاچھ بھی اپنی کھٹی

ولہ

کتنا آباد یہ رستہ ہے مگر اے سیفی
عدم آباد کو جاتے ہوئے ڈرتے ہین سبھی

ولہ

گر تکبر کے تقاضے سے نہ ہو
کیا ہی نعمت ہے ہماری خامشی

ولہ

شریف النفس کے دشمن کا دشمن
خدا ہے ہان خدا ہے ہان خدا ہے

شریف النفس اپنے دشمنون کا ۔ نہین دشمن مگر اُس کا خدا ہے

ولہ

اُس سے ملتا ہون جو ملتا ہو ملنساری سے ۔ ورنہ آداب طلب کی مجھے پروا کیا ہے

ولہ

نہ لکھو مدح مین اُس کی قصیدہ سے ۔ پرکھ جسکو نہین کھوٹے کھرے کی

ولہ

جدھر دیکھون اُدھر ہی دیکھتا ہون کیون نہ رہجاؤن ۔ ہر اک صورت مین ہین جلوے تری شانِ خدائی کے

ولہ

کاہلو تقدیر پر بیٹھے ہو کیون ۔ لیس للانسان الا ما سعیٰ

ولہ

اپنے استاد سے خفا ہو کر ۔ اپنا نقصان آپ کر لوگے

ولہ

بہت ایسے ہین جنہین عطر سے بھی نفرت ہے ۔ آپکی بات کو کیون سارا زمانہ مانے

ولہ

وہ کیا دیکھینگے قومی بہتری کو ۔ جنہین لالچ نے اندھا کر دیا ہے

ولہ

بے ہنر کیون نکل آتے ہین وطن سے جلدی ۔ ثمر خام جدا ہوتے نہین ڈالی سے

ولہ

ملتے ہین اچھے برے سے اسطرح روشن ضمیر ۔ دیکھئے ہر جا چھٹکتی ہے برابر چاندنی

ولہ

عشق مین کیون نہ بن آئیگی ہوسکارونکی
التجا شرم سے ہوتی ہو گنہگارون کی

رحم کیا زاری مجرم پہ کوئی غاہ کرے
ڈاکٹر چیخ نہین سنتے ہین بیمارون کی

قیمتی چیز اگر ہو تو اُسے بیچتے وقت
دیکھ لی جاتی ہے عزت بھی خریدارونکی

انکے رہنے کے عموماً ہین وہی پھوس کے گھر
عمر گو کٹتی ہے تعمیر مین معمارون کی

کلیون کو چھوڑتے ہین پھولونکو چن لیتے ہین
کام والون مین تو عزت نہین بیکارونکی

شمع جب بجھتی ہے محفل سے اٹھا دیتے ہین
کام والون مین تو عزت نہین بیکارونکی

کام جو کر نہین سکتی ہے رسا یا بلکہ
گر گرتی ہے وہ اک بات جہاندارونکی

خود پسندی کی ہے دنیا مین یہ وہی سی مثال
کوئی عزت نہین دیوانون مین ہشیارونکی

پہلے تعریف کے دکھلاؤ ہنر کو سیفی
دیکھتے عطر ہین سنتے نہین عطّارون کی

ولہ

دیکھو رکھو نہ کبھی اُس سے محبت باقی
صلح کے بعد بھی ہے جسکو شکایت باقی

یار کے ساتھ ہی آتا ہے عدو کا بھی خیال
ہاے خلوت مین بھی ہے حسرت خلوت باقی

لطف حاصل ہو محبت کا یہ ممکن ہی نہین
جبتلک احباب کے دل مین ہے کدورت باقی

میزبان کے لئے جب تک نہ ہو بار خاطر
جبھی تک رہتی ہے مہمان کی عزت باقی

عفو تقصیر سے بہتر ہے سزاے تقصیر
دلمین گر آپ کے ہے کوئی کدورت باقی

جلگئے بان مگر بل نہ گئے بالون کے
یعنی پیری مین جوانی کی ہے عزت باقی

گو مدد سے نہ سنوری مری قسمت سیفی
مگر احباب سے مجکو ہے شکایت باقی

یون تو نکلے بہت ارمان مگر اے سیفی
ابھی تقدیر سے مجکو ہے شکایت باقی

ولہ

حقارت سے غریبونکو تونگر کیون نہ دیکھینگے — بلندی پر ہر اک شے جب نظر آتی ہے چھوٹی سی

ولہ

مرے نزدیک وہی لوگ ہین خوش قسمت بھی — جنکے حصے مین لیاقت بھی ہے اور دولت بھی

ولہ

احمقون سے دور رہنے کی یہی تدبیر ہے — چھوٹے چھوٹے کام جب وہ آئین ان سے لیجیے

ولہ

کچھ نہین موقوف بیدر پر جناب — ہر جگہ موجود ہین اچھے برے

ولہ

وہ بدقسمت ہون مجھ سے روٹھکر صحرای حرمان مین — مری تدبیر پھرتی ہے مری تقدیر پھرتی ہے

ولہ

ہاتھ اور پاؤن تو کیا چیز ہین الحمد للہ — عقل کم بھی تو بڑھاپے مین نہین رہتی ہے

ولہ

وہ بھی انسانون مین انسان ہے کوئی سیفی — جسکی صحبت کو برا سارا زمانہ سمجھے

ولہ

حاکمون اور بادشاہون کے لیے — پیروی لازم ہے اہل الرائے کی
افسر اعلے تمھین گو کیون نہ ہو — پیروی لازم ہے اہل الرائے کی

ولہ

کمینے مالداروں نکلے اغراکیون نہ مفلس ہون
یگانون اور بیگانون کی پرواہی نہین رہتی

صدف ایک بوند بھر پانی کو دریا مین ترستی ہے
حکومت اور دولت کی بھی مستی کیسی مستی ہے

خدا ہی دام دنیا سے بچائے میرے سیفی کو
وہ پائی مانگتا کب ہے یہ ناگن جسکو ڈستی ہے

ولہ

علم کو پرہیزگاری چاہیئے
گلشنون کو آبیاری چاہیئے

رنج کا انجام جب ہوتا ہے عیش
عاصیون کو اشکباری چاہیئے

سب کو ارمان حکومت سے ہے مگر
ہمتون مین پائداری چاہیئے

عیش کی جا آہ وزاری ہی بری
عکدہ مین سوگواری چاہیئے

ایک بو کر کاٹتے ہین جب ہزار
بے زرونکو کشتکاری چاہیئے

گرد اونچی ہو کے بنتی ہے غبار
خاکیون کو خاکساری چاہیئے

تخم بوتے ہی نہین ملتے ثمر
ہر جگہ امیدواری چاہیئے

عفو کو ہٹ دھرمیون سے بغض ہے
مجرمون کو شرمساری چاہیئے

کہہ رہے ہین تجربے یورپ کے یہ
عورتون کو پردہ داری چاہیئے

حکم انکے لیے ہے لازمی
یون تو سب کو ہوشیاری چاہیئے

سیفی دنیا کے بڑھانے کے لیے
علم اور کچھ مالداری چاہیئے

ولہ

آسمانون کی گو پیہ کی طرح | چال ٹیڑھی ہے بات سیدھی ہے

متفرق

مخمس بر یک شعر غفران مکان اعلیحضرت میر محبوب علیخان

شیروانی کی تمنا ہے شلوار نہ تھا | کھانے پینے کا کسی سے مین طلبگار نہ تھا
دایہ کے گود سے اچھا مجھے گلزار نہ تھا | وہ بھی کیا دن تھے ہمین غم سے سروکار نہ تھا
دلکو ارمان نہ تھا جان کو آزار نہ تھا

رباعی

اندھا کبھی گلشن کا طلبگار نہین | قوال سے بہرون کو سروکار نہین
گلزار سے وحشت ہے پریشانون کو | خوش حال تو جنگل سے بھی بیزار نہین

مثلث

متحد جب ہین دونون اعضا مین | کیون نہین کہتے میر کو سودا
یہی اشعار کا بھی عالم ہے

ابیات

کسی عامی کا یہ کہنا بھی ہے کچھ قابلِ غور | وہی لایق ہے بہت جسکی ہی تنخواہ بہت
تو سمجھتا ہے کہ مختار رہون لیکن اے دل | روتے ہین تیرے لیے تیرے بھی خواہ بہت

در مدح قدردان علم و ہنر شرفا نواز غربا پرور عالیجناب مولوی میر محی الدین علیخان بہادر اول تعلقدار ضلع پربھنی و تہنیت شکار شیر

ہماری طبع کا یہ جزر اور مد | قصیدہ | خجل ہو دیکھلے گر بحرِ اسود

یہ اک مشہور سی باتین ہین سیفی — کہ ہے صید افگنی بیکار بیحد
خرد مند اسقدر رہین دور اس سے — زمین سے جسقدر ہے دور فرقد
وہی اچھا سمجھ لیتے ہین اس کو — جنھین طبعًا ہے اچھے کام سے کد
مگر مین متفق اس سے نہین ہون — کہ رکھتا ہون برا ہین مجدّد +
غذا بھی اشتہا سے گر ہو زائد — تو بنجاتی ہے وہ تیغ مہنّد
ہنسی ہوگی اگر دہقان بیٹھے — امیرون کو تو ہے زیبندہ مسند
بہت سے کام آتا ہے ولیکن — کہین کھایا نہین جاتا زمرد
فرائض سے فراغت کرکے حاصل — اگر صید افگنی کو ہون بر آمد
بحمد اللہ! کیا کہنا ہے اس کا — کہ ہوجاتی ہے سب کلفت ندارد
ذرا سے کام ہین بھی عقل والے — نگہ رکھتے ہین ہر اک چیز کی حد
کہ ایسے مستحق تعریف کے ہین — بناتے ہین جو فعلِ نیک کو بد
جو عیبون کو ہنر سے خوب کردین — وہی ہین اہلِ اوصافِ ممجد
جناب میر محی الدین علیخان — ہمارے افسر اعلےٰ و اسعد
تعلقدار ضلع پربھنی کے — جنا ہے حکم سے جن کے مقید +
ضلع کا انتظام ایسا کیا ہے — کہ حاصل خلق کو ہے عیشِ سرمد
مسلمانون کے ہین ملجا و ماوا — نہ کیون ایسون سے راضی ہون محمدؐ +
کوئی ناخوش نہین ہے ضلع بھر مین — اگرچہ ہے ایک مہلت کو بہت کد
اگر چاہین شمارِ وقت فرصت — تو گن سکتے نہین جلدی سے تا صد
سراپا عدل مظلومون کے حق مین — حمایت خواہ کے برج مشید

وطن کی خیر خواہی خاص مطلب ۔ رعایا کی رعایت عین مقصد
مربی عالمون کے بیکسون کے ۔ صدائے داد کے آوازِ گنبد
دبیر و زیرک و منصف ہین ایسے ۔ کہ کوئی فیصلہ ہوتا نہین رد
کوئی کام ان کا بے موقع نہین ہے ۔ غرض ہین وصف ان کے نامعدد
جوانمردی کا ان کی پوچھنا کیا ۔ شجاعت کرتی ہے جنکی خوشامد
توجہ سیر مین بھی صید پر ہے ۔ نہ چھیڑین خلق کو تا دام اور دد
چنانچہ جب کلمسوری کے بن مین ۔ شکار شیر کو نکلے مجرد
بھڑک کر شیر اک آیا مقابل ۔ نہ جوشن جسم مین تھا اور نہ چلقد
محبت سے رعایا چیختی تھی ۔ الٰہی خیر باشد خیر باشد
مگر اللہ رے ہمت اور دلیری ۔ نکالی بڑھ کے بندوق معتمد
لگا ایسی تاک کر گولی لگائی ۔ وہین بس سو گیا شیر مستہد
کہی تاریخ اس جرأت کی ہم نے ۔ مبارک ہو شکار شیر جید
٢٢

سہرا در تہنیت شادی برادر نسبتی ام منشی محمد مخدوم صاحب خلف زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حاجی حرمین شریفین عاشق رسول کونین عالیجناب مولوی منشی غلام رسول صاحب قبلہ

مصحف عارضِ نوشہ پہ ہے تابان سہرا ۔ کیون نہ ہو جائے گا پھر حافظ قرآن سہرا
دیکھنے حورین جب آتی ہین تو پریان کہتی ہین ۔ آج ہے اپنے مقدر کا سلیمان سہرا

جب کسی وقت ذرا بادِ صبا نے چھیڑا
آنکھ ہو جاتی ہے پر نور نظر پڑتے ہی
کیون خوشامد نہ کرینگے مری اب عیش و سرور
تابشِ حسن سے خیرہ ہے نگاہِ خورشید
مینھ برستے ہین نظر آتے ہین تارے دیکھو
کسکی خورشید سی صورت سے ہے قربت حاصل
روے خوبی کے لیئے اٹھکھری یہ آرایش
عندلیبانِ چمن کیون نہ خوشی سے چہکین
ناز تھا تجھکو بہت حسن پہ اپنے اے چاند
بادِ نوروز بھی شرمائی ہوئی پھرتی ہے
حور و غلمان کی نظر آج یقیناً لگتی
وہ درخشانی کا عالم ہے کہ اللہ اللہ
ہے اگر سہرے کی ہر ایک لڑی کاہکشان
لعل و یاقوت جواہر سے گندھا یا ہے اسے
چارہ گر زخم پہ حاسد کے ذرا رکھ مرہم
جو کلی ہے وہ چٹک کر یہ صدا دیتی ہے
کیون نہ کھب جائیگا ہر اک کی نظر مین دلمین
جلوۂ منزلِ مقصود مبارک ! مخدوم
گلشنِ طبع سے گل ہاے مضامین چنکر

بن گیا رشک وہ برقِ درخشان سہرا
ہے کوئی چاند کا ٹکڑا کہ گلستان سہرا
درِ ارمانِ مسرت کا ہی دربان سہرا
کیا ہی پر نور ہے تیرا مہِ تابان سہرا
یا ترے روی پر افشان پہ ہے رخشان سہرا
فخر سے کیون نہ بڑھے تا لبِ دامان سہرا
کہ مسلسل بھی ہی مثلِ صفِ مژگان سہرا
بھر رہا ہے گلِ مقصود سی دامان سہرا
دیکھنا تاب اگر ہے تو یہ تابان سہرا
عرصۂ حسن پہ جب سے ہی خرامان سہرا
حسنِ نوشہ کا نہ ہوتا جو نگہبان سہرا
آپ ہی اپنی سجاوٹ پہ ہی نازان سہرا
منہ ترا چاند ہے اور اخترِ تابان سہرا
کیون نہ بن جائیگا پھر کانِ بدخشان سہرا
عکسِ حسنِ نمکین سے ہی نمکدان سہرا
ہو مبارک مرے مالک کو یہ خندان سہرا
حسن مین چاند سی بڑھکر ہی یہ رخشان سہرا
ہے تری ناقۂ ارمان کا حدی خوان سہرا
خوب سیفی نے بنایا ہی گل افشان سہرا

تمت

غلطنامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹	گرگر	گرکے	۳۶	۵	سوجی	سوجھی
۶	۱۴	کی امید	کی امید عمر با	۴۵	۲	رہزن	راہزن
۱۹	۹	قیام	ظہور	۴۷	۱	سعی وبلیغ	سعی بلیغ
۲۰	۱۴	دورخ	دوزخ	۵۲	۱۰	کرے	کرین
۲۵	۱۵	توقع	تمنا	۴۱	۴	جب	جو
۲۹	۱۲	درنیا	دنیا	۵۸	۱۶	عزت	ہمت
۱۷	۵	۰	نفع ؎	۶۳	۱۲	جید	ابید
۳۳	۴	اطمینان	اعتبار	۱۶	۳	چین اُسکو	چین سے اُسکو
۲۰	۳	جب ڈور ہی نہ ہو تو اڑے کسطرح پتنگ					

—۱۰۲—

؎ - محققین محتاط تقریر مین نفع کو بسکون فا شاید بولتے ہون مگر اس کا استعمال تو عام طور پر بفتحتین ہی ہے خصوصاً ترکیب عربی و فارسی مین واقع نہ ہو تو اس کا صحیح کہنا اردو گویون پر ناگوار گزرتا ہے اسلئے میرا خیال ہوا کہ جب لفظ کافر اور ایسے ہی بہت سے لفظ بے ضرورت غلط مستعمل ہین تو ضرورۃً یہ کثیر الاستعمال لفظ کیون بفتحتین نہ بولا جائے اور کیون مہمل نہ سمجھا جائے چونکہ میری اس رائے سے کسی قدر فرہنگ آصفیہ کو اور صاحب قاموس کو بھی اتفاق ہے اسلئے اردو ترکیب مین نفع کو بفتح فا استعمال کرنے مین صرف اسی موقع پر اپنے خیال کی تائید کیگئی ہے

قطعہ تاریخ

افضل الفضلا استاد الاساتذہ
عالیجناب حکیم مولوی محمد حبیب الرحمن
صاحب بیدل سہارنپوری

عجب ہے فیض میں شیریں بیان ہے
نکتہ سنج سخن از بس معمور

سر تصنیف از الہام سے بیدل
کہ نبید ستان فیض چشمہ نور
۳۲ ۱۲ ۱۱

قطعہ تاریخ

الکمل الکملا ادیب الادبا جناب
حکیم مولوی محمد وحید الدین
صاحب عالی حیدر آبادی

نسخہ فیض آب حیوان کی طرح
ہے روان نسخہ دیوان چارہ ساز

کہا تاریخ کس نے دل سے یہ
دیکھی ہے فیض کی نظم جان نواز
۳۲ ۱۲ ۱۱